داس شپیئل
از قلم روحا امیر امان

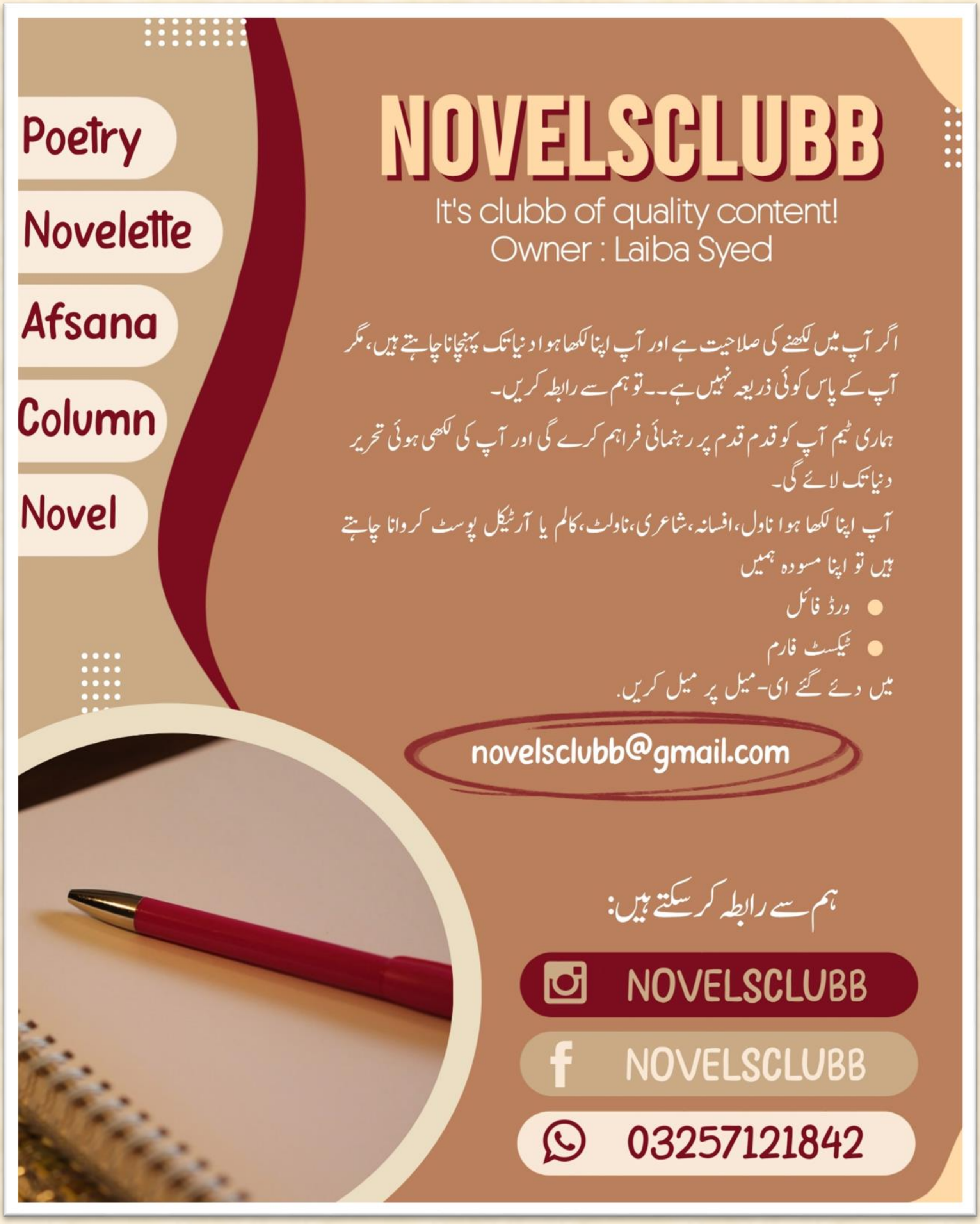

Poetry
Novelette
Afsana
Column
Novel
NOVELSCLUBB
It's clubb of quality content!
Owner : Laiba Syed
اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔ تو ہم سے رابطہ کریں۔
ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔
آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں
ورڈ فائل
ٹیکسٹ فارم
میں دیئے گئے ای-میل پر میل کریں.
novelsclubb@gmail.com
ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں:
NOVELSCLUBB
NOVELSCLUBB
03257121842

داس شپیئل

از قلم

روحا امیر امان

Clubb of Quality Content!

باب نمبر1

سہ لخظات

مرے مخالف نے چال چل دی ہے

اور اب

میری چال کے انتظار میں ہے

مگر میں کب سے

سفید خانوں

سیاہ خانوں میں رکھے

کالے سفید مہروں کو دیکھتا ہوں

Clubb of Quality Content
novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

میں سوچتا ہوں

یہ مہرے کیا ہیں

اگر میں سمجھوں

کے یہ جو مہرے ہیں

صرف لکڑی کے ہیں کھلونے

تو جیتنا کیا ہے ہارنا کیا

نہ یہ ضروری

نہ وہ اہم ہے

اگر خوشی ہے نہ جیتنے کی

نہ ہارنے کا ہی کوئی غم ہے

تو کھیل کیا ہے

میں سوچتا ہوں

جو کھیلنا ہے

تو اپنے دل میں یقین کر لوں

یہ مہرے سچ مچ کے بادشاہ و وزیر

سچ مچ کے ہیں پیادے

اور ان کے آگے ہے

دشمنوں کی وہ فوج

رکھتی ہے جو کہ مجھ کو تباہ کرنے کے

سارے منصوبے

سب ارادے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

مگر ایسا جو مان بھی لوں

تو سوچتا ہوں

یہ کھیل کب ہے

یہ جنگ ہے جس کو جیتنا ہے

یہ جنگ ہے جس میں سب ہے جائز

کوئی یہ کہتا ہے جیسے مجھ سے

یہ جنگ بھی ہے

یہ کھیل بھی ہے

یہ جنگ ہے پر کھلاڑیوں کی

یہ کھیل ہے جنگ کی طرح کا

میں سوچتا ہوں

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

جو کھیل ہے

اس میں اس طرح کا اصول کیوں ہے

کہ کوئی مہرہ رہے کہ جائے

مگر جو ہے بادشاہ

اس پر کبھی کوئی آنچ بھی نہ آئے

وزیر ہی کو ہے بس اجازت

کہ جس طرف بھی وہ چاہے جائے

میں سوچتا ہوں

جو کھیل ہے

اس میں اس طرح اصول کیوں ہے

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

پیادہ جو اپنے گھر سے نکلے

پلٹ کے واپس نہ جانے پائے

میں سوچتا ہوں

اگر یہی ہے اصول

تو پھر اصول کیا ہے

اگر یہی ہے یہ کھیل

تو پھر یہ کھیل کیا ہے

میں ان سوالوں سے جانے کب سے الجھ رہا ہوں

مرے مخالف نے چال چل دی ہے

اور اب میری چال کے انتظار میں ہے

(یہ کھیل کیا ہے -جاوید اختر)

حالیہ دن۔

یکم اگست،2028۔

لاہور،پاکستان۔

ناولز کلب
Club of Quality Content

"بربادی۔۔۔۔دو طرح کی ہوتی ہے۔ایک وہ جو سکون دیتی ہے اور دوسری وہ جو سکون چھین لیتی ہے۔ایک وہ جو خوبصورت ہے اور دوسری وہ جو خوفناک ہے۔ایک وہ جو جان دینے پر قائل کرتی ہے اور دوسری وہ جو جان لینے پر اکساتی ہے۔فرق صرف اتنا ہے کہ یا تو کوئی شخص آپ کو برباد کرتا ہے یا پھر آپ خود ہی برباد ہونے کی تمنّا رکھتے ہیں۔"

وہ چھبیس سالہ مرد اپنی اِس سوچ میں ڈوبا ہوا اِس وقت لاہور کے ایک پوش علاقے میں کھڑا تھا۔ ایک خوبصورت ریسٹورانٹ کی عمارت اُس کے عین سامنے کھڑی تھی۔ گہری سرمئی آنکھیں کسی کی تلاش میں تھیں۔ جینز پر کالے رنگ کی ٹی شرٹ پہنے، ماتھے پر بکھرے بالوں اور سپاٹ چہرہ لیے وہ شیشے کے پار اپنی ہی ایک ہم عمر لڑکی کو دیکھ رہا تھا۔ گردن میں لٹکی چین میں ایک سلور ویڈنگ بینڈ جھول رہا تھا۔ رنگ صاف تھا اور نقش وجیہہ۔ وہ یقیناً ہر زاویے سے دکھنے میں ایک پرکشش مرد لگتا تھا۔

ریسٹورانٹ میں کسٹمرز کی چہل پہل تھی۔ چھرے، کانٹے اور چمچ کی آواز پورے میں پھیلی ہوئی تھی۔ ویٹرز اپنے اپنے کاموں میں مصروف نظر آتے تھے۔ وہ لڑکی مسکرا کر ایک کسٹمر کے ٹیبل کے سامنے کھڑی آرڈر لے رہی تھی۔ ریسٹورانٹ کا نیلے رنگ کا یونیفارم پہنے اور بالوں کو ٹائٹ جوڑے میں باندھے ہوئے بھی وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ سفید دودھیا رنگت اور خوبصورت نقوش کی مالک اس لڑکی کی ہیزل (Hazel) آنکھوں میں ایک خوشگواری سی مچل تھی۔

گہری سرمئی آنکھیں چمک اٹھیں۔ چہرے پر ایک بھرپور مسکراہٹ اُبھری۔ اُسکا کام ہو چکا تھا اس لیے وہ واپس چل دیا۔

* *

کچھ دنوں بعد وہ ایک بار پھر اس لڑکی کے پیچھے گیا تھا۔ ریسٹورانٹ کے باہر کھڑا وہ اسے دیکھتا رہا تھا۔ اس لڑکی کی نظر اُس پر پڑی تھی مگر اس نے اسے اگنور کر دیا تھا۔ کچھ دیر بعد جب وہ لڑکی اپنی رات کی شفٹ ختم کر کے ریسٹورانٹ سے باہر نکلی تو اسے یہ دیکھ کر حیرانی ہوئی کہ وہ لڑکا پچھلے ایک گھنٹے سے وہیں پر کھڑا تھا۔ وہ اسے اگنور کرتے ہوئے آگے بڑھ گئی لیکن اس بار اس لڑکے نے اُس کا پیچھا کیا۔ کچھ دیر وہ یونہی پیچھا کرتا رہا لیکن پھر وہ لڑکی ایک خالی گلی میں آ کر رکی۔

"میں تمہیں بتا دوں۔۔۔ میرے پاس پیپر اسپرے ہے۔" پیچھے مڑے بغیر اُس نے اونچی آواز میں کہا۔

"پیپر اسپرے میرے جیسے لڑکے کے لیے نہیں بنا ہے۔"وہ پیچھے مڑی تو وہ عین اُس کے سامنے کھڑا تھا۔

"میرا پیچھا کرنا بند کرو!"اُس نے حتمی لہجے میں کہا۔

"سوری لیکن یہ ممکن نہیں ہے۔"

"کیوں؟ ممکن کیوں نہیں ہے؟"اُس کا لہجہ اب تلخ ہو چکا تھا۔

"ڈونٹ وری میں تمہیں نقصان نہیں پہنچانے والا۔"

اس نے مسکرا کر اُس کی ہیزل آنکھوں میں دیکھا۔اُس لڑکی نے اس کی گہری سرمئی آنکھوں میں دیکھا۔پھر وہ چند لمحے جیسے سحر زدہ ہوئی اس کی آنکھوں میں دیکھتی رہی۔اسے اندازہ ہوا تھا کہ اس کی آنکھیں سحر طاری کرتی تھیں۔کچھ لمحوں بعد اس نے آہستہ سے اس کی آنکھوں پر سے اپنی نگاہیں ہٹا لیں۔

"کسی لڑکی کا رات کے وقت سنسان سڑک پر پیچھا کرنا شریفوں کا پیشہ نہیں ہے!"

"فکر مت کرو۔ میں شریف ہوں۔ "اُس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"شریف لگتے تو نہیں ہو!"اس لڑکی نے بیزار ہوتے ہوئے کہا۔"اب سنو میری بات۔ تم جو بھی ہو،جہاں سے بھی آئے ہو، تمہارا جو بھی مقصد ہے۔ آئی ڈونٹ کیئر !اب میرا پیچھا کرنا بند کرو اور جاؤ یہاں سے !"وہ لڑکی یہ کہہ کر واپس جانے کے لیے مڑی ہی تھی کہ اس لڑکے کی آواز پر رک گئی۔

"تمہارے لیے میرے پاس ایک کام ہے۔"وہ لڑکی پیچھے مڑی اور چہرے پر غصہ لیے کہنے لگی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

" کیسا کام ؟" آواز میں واضح بیزاریت تھی۔

"کسی کو جال میں پھنسانا ہے۔"اس لڑکی کے چہرے پر ایک طنزیہ مسکراہٹ در آئی۔

"ریڈ لائٹ ایریا کا نام سنا ہے ؟"

"کیا؟"وہ حیران ہوا تھا۔شاید وہ اس کی بات کا غلط مطلب سمجھ رہی تھی۔

"تمہیں ریڈ لائٹ ایریا میں ایسی بہت سی لڑکیاں مل جائیں گی جو تمہارے لیے یہ کام کریں گی۔اس لیے اپنی آفر وہاں لے کر جاؤ جہاں تمہاری دال گلے کیونکہ یہاں تو کوئی چانس نہیں ہے۔"وہ یہ کہہ کر سڑک پر آگے چلنے لگی۔

"تم مجھے سمجھ کیا رہی ہو آخر؟"لڑکے نے پیچھے سے صدا کی صورت میں آواز بلند کرتے ہوئے کہا۔

"لفنگا!"وہ بھی اسی کے انداز میں بلند آواز میں بولتے ہوئے آگے بڑھ گئی۔اس لڑکے کے چہرے پر واضح مسکراہٹ آئی۔وہ مسکراتا ہوا پلٹ گیا۔

ناول کلب
Clubb of Quality Content!

****

بھوری آنکھوں والا وہ پچپن برس کا مرد اس وقت تقریر کرنے کے لیے اسٹیج پر کھڑا تھا۔لوگوں کا ایک جمِ غفیر وہاں پر صرف اس آدمی کی تقریر کو سننے کے لیے اکھٹا ہوا تھا۔ہر شخص کی زبان پر صرف ایک ہی نام تھا"مستجاب علی"۔مائیک کی طرف جھکتے ہوئے اُس نے کہنا شروع کیا۔

"آج آپ سب کو یہاں پر دیکھ کر مجھے جو خوشی محسوس ہو رہی ہے وہ میرے لیے ناقابلِ بیان ہے۔ میرے لوگ میری ہمت ہیں۔ میری طاقت ہیں۔ آپ سب لوگوں کا آج یہاں پر آنے کا شکریہ۔" تالیوں کی آواز سے پورا پنڈال گونج اٹھا تھا۔

"میں روایتی سیاستدانوں کی طرح آپ لوگوں سے نہ تو ایسے وعدے کروں گا جو میں پورے نہ کر سکوں اور نہ ہی آپ کو جھوٹے خواب دکھاؤں گا لیکن میں۔۔۔" وہ ابھی کچھ آگے کہتا کہ اس سے پہلے ہی مجمع میں سے ایک گولی آئی اور تقریر کرنے والے شخص کے کندھے کو چھوتے ہوئے آگے نکل گئی۔ وہ آدمی درد سے کراہتا ہوا اسٹیج پر گر سا گیا۔ پورے مجمع میں شور و غل برپا ہو گیا۔ اسٹیج پر گرے آدمی کو اٹھا کر کچھ لوگ وہاں سے لے کر جا رہے تھے۔ پولیس کے لوگ اب لوگوں کو قابو میں کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ اس زخمی آدمی کو گاڑی میں ڈال کر اب وہاں سے لے جایا جا رہا تھا۔

****

مستجاب علی انتہائی پر سکون انداز میں اس وقت ہسپتال کے ایک شاندار پرائیویٹ روم کے بیڈ پر لیٹا ہوا تھا۔ بھوری آنکھوں والا ایک مرد اس وقت مستجاب کے بیڈ کے سامنے پریشانی کی حالت میں چکر کاٹ رہا تھا۔

"حد ہوتی ہے ڈیڈ! آخر آپ خود پر ہی گولی کیسے چلوا سکتے ہیں؟" وہ حیران کن نظروں سے اپنے باپ کو دیکھ رہا تھا جو ہنوز پر سکون تھا۔

"بیٹا یہ کھیل ہے۔ عوام کی سمپتھی حاصل کرنے کا کھیل۔ اور ویسے بھی زندہ ہوں میں مرا نہیں ہوں! اتنا پینک کیوں کر رہے ہو رایان۔" مستجاب کا لہجہ بے اثر رہا۔

"میں پینک نہیں کر رہا ہوں۔ میں پریشان ہوں کہ اگر آپ کو کچھ ہو جاتا تو میں کیا کرتا؟" اس کی آواز میں خالص پریشانی تھی۔

"کچھ نہیں ہو سکتا ہے مجھے۔ دیکھو تمہارے سامنے صحیح سلامت سکون سے بیٹھا ہوا ہے۔" انداز اب بھی وہی تھا۔

"اب یہ بتائیں اگر اس شوٹر نے اپنا منہ کھول دیا تو؟" رایان اب پھر سے پریشان لگ رہا تھا۔

"وہ شوٹر جب بھی اپنا منہ کھولے گا تو صرف اور صرف ایک ہی نام لے گا۔۔۔" مستجاب سنجیدگی سے کہہ رہا تھا۔ اس نے ایک سنجیدہ نظر باپ پر ڈالی اور کہنے لگا۔

"وہ آپ کے سیاسی مخالفوں کا نام لے گا۔" وہ جیسے سوچ سوچ کر کہہ رہا تھا۔ مستجاب کے ہونٹ شیطانی مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

"آج سمجھ آیا لوگ آپ کو سیاست کا بادشاہ کیوں کہتے ہیں!" اس کے چہرے پر ایک فخریہ سی مسکراہٹ عود آئی تھی۔

"اب یہ بتاؤ عاہل اور حیدر کہاں ہیں؟" مستجاب نے شدید اکتائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ڈیڈ میں ہوں تو آپ کے پاس۔ پھر آپ کو فکر کس بات کی ہے؟" رایان کے اعصاب تن گئے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"رایان تم اچھی طرح جانتے ہو کہ عاہل کے معاملے میں تو میرے جوتے کو بھی پرواہ نہیں ہے۔ صرف اس لیے پوچھ رہا ہوں کیونکہ ہسپتال کے باہر میڈیا کھڑا ہے۔ ایک بیٹا باپ کو گولی لگنے کی خبر پر بھاگتا ہوا آیا ہے اور باقی دونوں بیٹوں کو کوئی فکر ہی نہیں ہے؟ سوچا ہے میری الیکشن کیمپین پر اس کا کس قدر منفی اثر پڑے گا؟" مستجاب کا لہجہ اب قدرے تلخ ہو چکا تھا۔ رایان کے تنے ہوئے اعصاب قدرے ڈھیلے پڑے۔

"اوہ تو یہ بات تھی! ورنہ ڈیڈ کو آخر عاہل کی فکر کیوں ستانے لگی؟" یہ سوچ کر اس کے ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ اُبھری۔

"ہو گا یہیں کہیں ڈیڈ۔ کلب میں بیٹھا ہو گا۔ اور حیدر وہ تو اس وقت آفس میں ہو گا۔" اُس نے لاپرواہ سے انداز میں کہا۔

وہ جب بھی باپ کے منہ سے عاہل کے لیے کچھ برا سنتا تھا تو اس کے پورے جسم میں جیسے ٹھنڈک اترنے لگتی تھی۔

"حیدر کو میں جانتا ہوں وہ بھاگا بھاگا آئے گا۔" چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔ "لیکن عاہل سے کہو کہ ہسپتال کے باہر کھڑے میڈیا کو اپنی شکل دکھا جائے۔" مستجاب کے منہ سے نکلنے والے الفاظ اپنے بیٹے کے لیے کسی بھی قسم کے احساسات اور جذبات سے عاری تھے۔ کچھ دیر پہلے نمودار ہوئی مسکراہٹ عاہل کا نام لیتے ساتھ ہی اب عنقا ہو چکی تھی۔

"ٹھیک ہے ڈیڈ۔ میں اُن دونوں کو بتا دیتا ہوں۔" رایان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

****

اس وقت ایک پر تعیش بلڈنگ کی راہداری میں ایک چھبیس برس کا مرد گہری سیاہ بے تاثر آنکھیں لیے، سیاہ پینٹ پر سفید کھلے گریبان والی شرٹ پہنے، آستینوں کو کہنیوں تک موڑے، پیچھے کو سیٹ کیے گئے بالوں کے ساتھ ایک شاہانہ چال چلتا آرہا تھا۔ اُسکی چال ہر طرح سے یہ اعلان کر رہی تھی کہ "بادشاہ آرہا ہے"۔ راہداری میں لوگ نہ ہونے کے برابر تھے۔ دفعتاً وہ ایک آفس کے دروازے کے سامنے رکا اور تیزی سے دروازے کو دھکیلتے ہوئے اندر داخل ہوا۔ پاور سیٹ پر بیٹھے ہوئے ادھیڑ عمر آدمی کے چہرے پر اس مرد کو

دیکھ ایک سایہ سا لہرایا تھا۔ ماتھے پر پسینے کے قطرے نمودار ہوئے تھے۔ اس مرد کے چہرے پر ایک بھرپور مسکراہٹ اُبھری۔ وہ آہستگی سے چلتا ہوا ڈیسک کے پیچھے آیا اور پاور سیٹ کو پیچھے دھکیلتے ہوئے ڈیسک پر اس آدمی کے سامنے بیٹھ گیا۔ اب وہ آمنے سامنے تھے۔

"سیکیورٹی! سیکیورٹی! اسے نکالو یہاں سے!" وہ آدمی اب خوفزدہ آواز میں چیخ رہا تھا۔

"ششش!۔۔۔ لطیف صاحب کیا کر رہے ہیں آپ؟ سیکیورٹی والوں کو زحمت کیوں دے رہے ہیں؟" وہ مسکراتا ہوا کہہ رہا تھا۔ وہ اپنا ہاتھ کمر تک لے کر گیا اور جب سامنے لایا تو ہاتھ میں ایک گن تھی جسے اس نے ٹیبل پر لطیف کے سامنے رکھا۔ لطیف کو اچانک کمرے میں ہوا کی کمی محسوس ہونے لگی تھی۔

"تمہیں کیا چاہیے عاہل؟" وہ بدّقت بول پایا تھا۔ عاہل کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔

"سنا ہے آپ نے میرے اوپر ایک کیس فائل کیا ہے؟ میرے خیال میں منشیات فروشی کا؟"

"ایسی بات نہیں ہے عاہل میں۔۔۔"

"تو پھر کیسی بات ہے لطیف صاحب؟ تفصیل میں جانا پسند کریں گے آپ؟"عاہل نے آبرو اٹھاتے ہوئے سوال کیا۔اس آدمی کا گلا تک سوکھ گیا تھا۔ گھٹن بڑھ گئی تھی۔پاور سیٹ پر بیٹھے آدمی کے گلے میں بندھی ٹائی کو عاہل نے اپنے ہاتھ پر لپیٹا اور پھر اپنی طرف ایک جھٹکے سے کھینچا۔اس آدمی اور عاہل کے چہرے کے درمیان صرف چند انچ کا فاصلہ تھا۔

"اب میری بات سن۔"وہ انگلی اٹھا کر تنبیہ کرتا ہوا کہہ رہا تھا۔"اگر اگلے پندرہ منٹ میں میرے اوپر لگائے گئے تمام مقدمات ختم نہیں ہوئے نا تو تیری اس پیاری سی لا فرم کے ساتھ ساتھ تُجھے بھی جلا کر راکھ کر دوں گا!اور تو جانتا ہے میں۔۔۔ جھوٹ۔۔۔ نہیں بولا کرتا!"

آخری الفاظ ادا کرتے ہوئے چہرے پر ایک کمینی سی مسکراہٹ اُبھری تھی۔

"ٹھیک ہے۔ ٹھیک ہے۔ تم جو کہو گے ہو جائے گا!میں سب کر دوں گا۔"وہ اب بوکھلاہٹ کا شکار ہو چکا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اور ہاں آئندہ اگر میں نے سنا کہ آپ نے میرے مخالفوں کے کہنے پر کوئی کام کیا ہے تو پھر۔۔۔" چہرے کی مسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔ "باقی آپ مجھے جانتے ہیں۔" وہ یہ کہہ کر وہاں رکا نہیں تھا۔ وہ اپنی اسی شاہانہ چال کے ساتھ چلتا ہوا جب نیچے آیا تو فوراً ہی اس کا مینیجر آدم اُسکے پاس آ گیا۔

"سر؟" سوالیہ انداز میں بات کرنے کی اجازت مانگی گئی تھی۔

"بولو!" رعب دار آواز میں کہتا ہوا اب وہ دروازے تک آ چکا تھا۔

"سر آپ کے والد کو گولی لگی ہے۔ وہ ہسپتال میں ہیں۔" وہ عاہل کے بلکل پیچھے کھڑا تابعداری سے کہہ رہا تھا۔ عاہل کی اس کی طرف پیٹھ تھی۔ وہ پورا کا پورا اس کی طرف مڑا۔ چہرہ ہر طرح کے جذبات سے عاری تھا جیسے کوئی فرق ہی نہ پڑا ہو۔

****

بلڈنگ کی سب سے اوپری منزل پر واقع کانفرنس روم میں اس وقت میٹنگ جاری تھی۔

کانفرنس ٹیبل کی سربراہی کرسی پر بیٹھا نیلے سوٹ میں ملبوس وجیہہ مرد اس وقت پوری

طرح میٹنگ میں محو تھا۔ نظریں سامنے کھڑے پریزنٹیشن دیتے ہوئے لڑکے پر مرکوز تھیں۔ وہ لڑکا پریزنٹیشن دے کر فارغ ہوا تو کانفرنس ٹیبل کے ارد گرد موجود دیگر لوگوں کے ساتھ آکر بیٹھ گیا۔

"تو حیدر صاحب کیسا لگا آپ کو ہمارا پروپوزل؟" ان ہی لوگوں میں سے ایک شخص نے سوال پوچھا تھا۔ یقیناً وہ دوسری پارٹی کا منتخب کردہ نمائندہ تھا جو اس وقت میٹنگ کو لیڈ کر رہا تھا۔ حیدر سیٹ کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھا اور اطمینان سے کہنے لگا۔

"جب میں نے اس میٹنگ کو رکھنے کی اجازت دی تھی تو میں نے آپ کو پہلے ہی یہ تاکید کی تھی کہ میں آپ کے آئیڈیا کو صرف ایک ہی صورت میں اپروو کروں گا۔ مجھے آپ کے آئیڈیا میں منافع نظر آنا چاہیے جبکہ یہاں۔۔۔ تو صرف مجھے اپنا نقصان نظر آرہا ہے۔ البتہ۔۔۔ باقی ہر کسی کا منافع ضرور ہے!" ایک چبھتی ہوئی نظر اپنے سامنے بیٹھے شخص پر ڈالی۔ "یہ کمپنی ایک ابھرتی ہوئی ٹیکسٹائل کمپنی ہے اور مجھے اس کمپنی کو پاکستان کی سب سے بہترین کمپنیز میں شمار کروانا ہے۔ مجھے یہ تھکے ہارے آئیڈیاز نہیں چاہیے ہیں۔ مجھے کچھ منفرد

چاہیے۔ آئندہ جب آپ میرے پاس آئیں تو سوچ کر آئیے گا۔ میٹنگ ختم ہو چکی ہے۔" اُس نے فائل کو بند کرتے ہوئے کہا۔ "سب جاسکتے ہیں۔" وہ سیٹ سے اٹھا اور کمرے کے دوسری طرف موجود گلاس وال کے پاس آکر کھڑا ہوا۔ یہاں سے اب شہر کی سب عمارتیں نظر آرہی تھیں۔ جس بلڈنگ میں اس وقت وہ موجود تھا وہ بھی اُن بلند و بالا عمارتوں میں سے ایک تھی۔ دفعتاً کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی۔

"آجاؤ۔" ملازم ہاتھوں کو ادب سے آگے باندھے اس کے پاس آکر رکا۔

"کیا بات ہے؟"

"سر آپ کے والد کو جلسہ گاہ میں گولی لگی تھی۔ بروقت علاج ہو چکا ہے۔ اس وقت ہسپتال میں ہیں۔" وہ پوری تابعداری سے کہہ رہا تھا۔

"ڈرائیور سے کہو فوراً ہسپتال کے لیے گاڑی نکالے۔" ملازم اثبات میں سر ہلاتا ہوا کمرے سے فوراً نکل گیا۔ حیدر مستجاب کے بے تاثر چہرے پر یکدم پریشانی در آئی تھی۔ وہ شدید ڈسٹرب لگتا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

یہ ایک دو منزلہ گھر کی دوسری منزل پر واقع کمرے کا منظر تھا۔ کمرے میں مدھم سی روشنی تھی۔ گہری سرمئی آنکھوں والا وہ لڑکا اس وقت کمرے کی فرینچ دوڑ ونڈو کے سامنے کھڑا باہر دیکھ رہا تھا۔ ماتھے پر بال بکھرے ہوئے تھے۔ سادہ سے ٹراؤزر اور شرٹ میں بھی وہ لڑکا خوبصورت لگ رہا تھا۔ چہرہ بلکل سپاٹ تھا۔ ہاتھ میں ایک مگ تھا جس میں سے ہاٹ چاکلیٹ کی اڑتی ہوئی گرم بھاپ ہوا میں محلول ہو رہی تھی۔ وہ رک رک کر ایک گھونٹ بھرتا اور پھر سے باہر دیکھنے لگتا۔ کچھ دیر بعد وہ مڑا اور کمرے کی بائیں جانب آیا جہاں دیوار پر ایک پن بورڈ نصب کیا گیا تھا۔ پن بورڈ پر چھے لوگوں کی تصاویر دو قطاروں کی صورت میں لگی ہوئی تھیں۔ تین تصویریں اوپر لگی ہوئی تھیں۔ مستجاب علی۔ رایان مستجاب۔ حیدر مستجاب۔ اور تین تصویریں نیچے۔ عاہل مستجاب۔ ایک ہیزل آنکھوں والی لڑکی جس کے بھورے اسٹیپ میں کٹے بال کندھوں تک آتے تھے، صاف رنگت اور گلابی ہونٹ لیے وہ لڑکی تصویر میں مسکرا رہی تھی۔ اور ایک گہرے نیلے سمندر کی مانند آنکھوں

والی لڑکی۔ بھورے رنگ کے بال کمر تک آتے تھے۔ اس لڑکی کے نقوش یورپی تھے۔ خوبصورت اور سرخ سپیڈ رنگت۔ وہ لڑکا پن بورڈ کے بلکل سامنے کھڑا تھا۔ اس کی آنکھیں ہر تصویر کو جیسے اسکین کر رہی تھیں۔ ہیزل آنکھوں والی اس لڑکی کی تصویر پر اب اُس کی نظریں ٹھہر سی گئی تھیں۔ ہاتھ میں ابھی بھی ہاٹ چاکلیٹ کا مگ تھا۔ اس نے ایک اور گھونٹ لیا۔ چہرے پر موجود سنجیدگی کی جگہ اب ایک بھرپور مسکراہٹ نے لے لی تھی۔

کھیل شروع کرنے کے لیے اب سارے کھلاڑی صحیح وقت اور جگہ پر موجود تھے۔

"چلو پھر کھیل شروع کرتے ہیں۔" تصویر پر نظریں اور چہرے پر مسکراہٹ اب بھی ہنوز قائم تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

یہ ہسپتال کے باہر کا منظر تھا۔ میڈیا کی ایک بڑی تعداد ہسپتال کے باہر موجود تھی۔ ایک خوبصورت مرسیڈیز ابھی ابھی ہسپتال کے دروازے کے سامنے آکر رکی تھی۔ گاڑی سے نکلنے والا مرد عاہل مستجاب تھا۔ اُس کا مینجر آدم کسی سائے کی طرح اُس کے ساتھ چلتا آرہا تھا۔ وہ

کسی بھی رپورٹر کے سوال کا جواب دیے بغیر سپاٹ چہرے کے ساتھ ہسپتال کے اندر داخل ہو گیا۔ کچھ دیر بعد وہ ہسپتال میں مستجاب کے کمرے کے باہر کھڑا تھا۔ نظریں کمرے کے دروازے پر جمی تھیں۔

"آپ اُن سے ملنے اندر نہیں جائیں گے؟" آدم جو اُسکے ساتھ ہی کھڑا تھا ہلکی آواز میں پوچھ رہا تھا۔

"آدم۔ تم میرے لیے کیا کام کرتے ہو؟" اُس کا لہجہ بے تاثر تھا۔

"میں آپ کا مینیجر ہوں سر۔" اس نے ڈرتے ڈرتے کہا تو عاہل نے سپاٹ سے انداز میں چہرہ موڑ کر اسے دیکھا۔

"تو پھر میرا باپ بننے کی کوشش کیوں کر رہے ہو؟" اُس کا لہجہ سرد تھا۔

"سوری سر۔" آدم نے آہستہ سے کہا اور عاہل سے ذرا فاصلے پر جا کر کھڑا ہو گیا۔ کمرے کا دروازہ کھلا اور عاہل نے اپنی نظروں کا رخ موڑ لیا۔ رایان کمرے سے باہر آیا اور عاہل کے عین سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔

"جاؤ مل لو ڈیڈ سے۔" لہجہ بے تاثر تھا۔

"میں یہاں پر اُن سے ملنے نہیں آیا ہوں۔" اس سے پہلے کہ رایان کوئی جواب دیتا عاہل کی نظر کاریڈور کے آغاز میں موجود لفٹ سے نکلتے ہوئے حیدر پر پڑی۔ بے تاثر چہرے پر ڈھیروں ناگواری اتر آئی۔ عاہل نے رایان کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

"اس بے کار انسان کو جب یہاں بلا ہی لیا تھا تو پھر مجھے کیوں بلایا؟" وہ آبرو اٹھا کر درشتی سے کہہ رہا تھا۔

"کیوں کیا وہ اپنے باپ کی تیمارداری کے لیے نہیں آسکتا؟" رایان عام سے انداز میں کہہ رہا تھا۔

"میں جا رہا ہوں۔ ایسا باپ تم دونوں کو ہی مبارک ہو!" وہ یہ کہہ کر مڑا ہی تھا کہ رایان کی آواز پر اُسکے قدم تھمے۔

"تو پھر کیوں آئے تھے تم یہاں ہاں؟ تم اس شخص کو اپنا باپ نہیں مانتے ہو تو پھر کیوں آئے تھے یہاں؟"

"مجھے ایسے آدمی کی کوئی پرواہ نہیں ہے جس نے صرف سیاسی مقاصد کے لیے خود کو ہی گولی مروائی ہو!"

"اچھا۔"رایان کے چہرے پر ہلکی سے مسکراہٹ آئی۔"ذرا آئینے میں جا کر اپنی آنکھوں کو دیکھو۔چہرے سے نہ سہی۔۔۔لیکن آنکھوں سے تمہاری پریشانی صاف ظاہر ہو رہی ہے۔"رایان نے طنزیہ سے لہجے میں کہا تھا۔وہ اُسکے قریب آیا اور رایان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"وہ۔۔۔میرا۔۔۔باپ۔۔۔نہیں۔۔۔ہے۔"ایک ایک لفظ چبا چبا کر ادا کیا گیا تھا۔لہجے سے شدید نفرت ٹپک رہی تھی۔وہ یہ کہہ کر وہاں رکا نہیں تھا بلکہ فوراً ہی وہاں سے چلا گیا۔

"جھوٹ۔"وہ چلا گیا تو رایان بڑبڑایا۔حیدر اب رایان کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔

"ڈیڈ کیسے ہیں؟"حیدر شدید پریشان لگ رہا تھا۔

"ٹھیک ہیں۔گولی چھو کر نکل گئی تھی اس لیے زیادہ نقصان نہیں ہوا۔"

"چلو۔ شکر ہے۔ میں اُن سے مل سکتا ہوں؟" وہ بے تاب لگ رہا تھا۔

"ہاں۔ہاں۔ شیور۔"

وہ تینوں اب مستجاب کے کمرے میں موجود صوفوں پر آمنے سامنے بیٹھے ہوئے تھے۔ تینوں آپس میں باتیں کر رہے تھے۔

"ویسے کہنا پڑے گا۔چال اچھی چلی ہے آپ نے ڈیڈ۔" حیدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

جواباً مستجاب نے قہقہہ لگایا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم یہ بتاؤ بزنس کیسا چل رہا ہے؟"

"پرفیکٹ۔" اس نے خوشگوار سے انداز میں کہا تھا۔

"چلو یہ تو اچھی بات ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ یہ کمپنی مزید ترقی کرے۔" اب کے مستجاب سنجیدگی سے اپنی بات باور کروا رہے تھے۔

"بلکل۔ میں آپ کو شرمندہ نہیں کروں گا ڈیڈ۔"

"ڈیڈ۔ میں اپنا کلب حیدر کے نام کرنا چاہتا ہوں۔" رایان جو بلکل خاموش بیٹھا تھا، گلے کو کھنکھار کر اب باپ کی طرف دیکھتا کہہ رہا تھا۔

"تمہاری اور حیدر کی مرضی ہے رایان۔" مستجاب نے پہلے حیدر کی طرف دیکھا اور پھر رایان کی طرف۔ "روکا کس نے ہے؟ ہاں مگر۔۔۔" مستجاب نے حیدر کی طرف دیکھا۔ "عاہل کو کون سنبھالے گا؟ کیا وہ شور نہیں مچائے گا؟" حیدر نے ناگواری سے پہلو بدلا۔

"اسے میں دیکھ لوں گا ڈیڈ۔ ڈونٹ وری۔" وہ مسکراتے ہوئے کہہ تھا۔

"ٹھیک ہے۔ مگر تم دونوں ذرا خیال رکھنا الیکشنز قریب ہیں۔" وہ اُن دونوں کی طرف دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"جی بلکل۔ آپ فکر مت کریں۔" رایان کی آنکھیں چمک اٹھی تھیں۔ اب آئے گا اصل مزا!

حیدر خاموشی سے بیٹھا کسی تماشائی کی طرح لطف اندوز ہو رہا تھا۔ آخر کو عاہل کو تکلیف پہنچنے والی تھی، وہ کیسے خوش نہ ہوتا؟

* * * * * * * * * * * * * * * * * * * *

کچھ دیر ہسپتال میں مزید رکنے کے بعد مستجاب میڈیا کے ساتھ اپنی ایک سیاسی کانفرنس کے لیے چلا گیا تھا جبکہ رایان ہسپتال سے سیدھا گھر آیا تھا۔ پانچ کنال پر محیط گہرے نیلے رنگ کا وہ ولا اس وقت اپنی پوری شان کے ساتھ کھڑا تھا۔ رایان لاؤنج میں داخل ہوا تو اس نے عاہل کو صوفے پر بیٹھا ہوا پایا۔ سر کو صوفے کی پشت پر ٹکائے وہ چھت پر موجود کسی غیر مرئی نقطے کو تک رہا تھا۔ رایان اسے نظر انداز کرتا ہوا اپنے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا جب پیچھے سے آنے والی آواز پر اُس کے قدم رکے۔

"میں نے آج تک کبھی اتنا گھٹیا اور بے غیرت باپ کہیں نہیں دیکھا۔" وہ بے تاثر سے لہجے میں کہہ رہا تھا۔

"اپنی زبان سنبھال کر بات کیا کرو! باپ ہے وہ تمہارا!" غصے سے اُس کی آواز بلند ہوئی تھی۔ عاہل کے چہرے پر ایک اُداس مسکراہٹ اُبھری۔ ایسی اُداس مسکراہٹ جسے دیکھ کر تمہارا دل کٹ جائے۔

نولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ اٹھا اور پھر اس کے سامنے آکھڑا ہوا۔ اب وہاں مسکراہٹ موجود نہیں تھی۔

"باپ ایسا نہیں ہوتا رایان! باپ ایسا نہیں ہوتا!" وہ اپنی پوری قوت سے چلایا تھا۔ آنکھوں میں شدید تکلیف در آئی تھی۔

"میرے پاس تمہاری ان فضول باتوں کے لیے وقت نہیں ہے۔" اسے جیسے کوئی فرق ہی نہیں پڑتا تھا۔

"کس باپ کی اتنی طرفداری کرتے ہو تم؟ وہ باپ جس نے میری ماں کا قتل کیا تھا ہاں؟" وہ غصے سے تمتماتے ہوئے چہرے کے ساتھ دھاڑا تھا۔

"کچھ زیادہ ہی بکواس نہیں کرنے لگ گئے ہو تم؟" اُس نے ایک ایک لفظ چبا چبا کر ادا کیا۔

رایان کا دل چاہ رہا تھا کہ وہ عاہل کو ایک تھپڑ دے مارے لیکن اس نے خود پر ضبط کیا۔

"حیدر کو کس خوشی میں تم نے کلب دینے کا فیصلہ کیا ہے؟" اب وہ اس کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔ اوہ تو اسے معلوم ہو چکا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"میرا کلب تھا۔ میرے نام تھا۔ میں جسے چاہے دوں! تم کون ہوتے ہو مجھ سے پوچھنے والے؟" وہ اس کی آنکھوں میں دیکھتا کہہ رہا تھا۔

"تمہیں ایسا کرنا مہنگا پڑے گا۔" وہ اس کے ذرا قریب آیا۔ اٹھی ہوئی انگلی کے ساتھ تنبیہ کرتے ہوئے عاہل کی آنکھوں سے جیسے آگ کے شرارے نکل رہے تھے۔ وہ وہاں رکا نہیں تھا سیدھا اپنے کمرے کی طرف چلا گیا تھا۔ رایان اسے چبھتی ہوئی نگاہوں سے جاتا دیکھتا رہا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

باہر سیاہ رات چھا چکی تھی۔ آسمان پر کسی ستارے کا کوئی نام و نشان تک نہ تھا۔ لاہور کی آب و ہوا کے ہوتے ہوئے آسمان پر ستاروں کا ہونا یوں ہے جیسے پاکستان اور انڈیا کا ایک پیج پر ہونا۔ یہ ایک ریسٹورانٹ کا منظر تھا۔ پورا ریسٹورانٹ روشنیوں میں نہایا ہوا تھا۔ ماڈرن طرز پر بنا ہوا وہ ریسٹورانٹ نیلے اور سرمئی رنگ کی تھیم سے آراستہ تھا۔ رنگوں کا یہ امتزاج ریسٹورانٹ کی خوبصورتی میں مزید اضافہ کر رہا تھا۔ یہ ریسٹورانٹ اپنے aesthetic

اسٹائل کی وجہ سے ایلیٹ کلاس کی پسندیدہ میٹنگ پلیس تھا۔ ہیزل آنکھوں والی وہ لڑکی اس وقت ایک ٹیبل کے سامنے کھڑی کسٹمرز سے آرڈر لے رہی تھی۔ بالوں کو ٹائٹ جوڑے میں باندھا ہوا تھا۔ چہرے پر ہلکا سا میک اپ تھا۔ ریسٹورانٹ کی یونیفارم پہنے ہوئے بھی وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ وہ مسکرا رہی تھی یعنی آج اُسکا موڈ اچھا تھا۔ تبھی ریسٹورانٹ کا دروازہ کھلا اور گہری سرمئی آنکھوں والا وہ لڑکا اندر داخل ہوا۔ وہ ایک خالی ٹیبل کے قریب آیا اور کرسی کو کھینچتے ہوئے ٹانگ پر ٹانگ جما کر بیٹھ گیا۔ جس ٹیبل پر وہ اس وقت بیٹھا ہوا تھا وہ اس لڑکی کے ٹیبل سے کچھ ہی فاصلے پر تھا جہاں وہ کھڑی آرڈر لے رہی تھی۔ بال ماتھے پر بکھرے ہوئے تھے۔ سیاہ پینٹ اور کھلے گریبان والی سفید شرٹ جس کے بازو کہنیوں تک موڑے گئے تھے، پہنے وہ وجاہت کی مثال لگ رہا تھا۔ گلے کی چین میں وہ سلور ویڈنگ بینڈ جھول رہا تھا۔

یہاں سے اُسکا چہرہ نہ دکھتا تھا کیونکہ اس لڑکی کی اُس کی طرف پشت تھی۔ اُس کی نظریں اس کی پشت پر جمی ہوئی تھیں۔ آرڈر لے کر جب وہ لڑکی پلٹی تو اس کی نظر سیدھی اپنے سامنے

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

بیٹھے ہوئے اس لڑکے پر پڑی۔ اور اگلے ہی لمحے اس لڑکی کا اچھا موڈ خراب ہو چکا تھا۔ پھر ہیزل آنکھوں میں سختی در آئی اور سرمئی آنکھوں میں نرمی۔ وہ لڑکی ایک چبھتی ہوئی نظر اُس پر ڈالتے ہوئے کچن کی طرف بڑھ گئی۔ پھر کچھ دیر بعد وہ واپس آئی اور اُس کے سامنے آکر کھڑی ہو گئی۔ وہ شدید اُکتائی ہوئی لگ رہی تھی۔ اس لڑکے کی آنکھوں میں اب بھی اس کے لیے نرمی تھی۔

"کیا تکلیف ہے تمہیں؟ کیوں میرا دماغ خراب کرنے بار بار آجاتے ہو؟" وہ ٹیبل پر ہاتھ رکھ کر جھکی اور دبا دبا سا چلائی۔ وہ پرسکون سے انداز میں آگے کو ہو کر بیٹھا۔ چہرہ اٹھا کر اُس کی طرف دیکھا۔

"یہ ایک ریسٹورانٹ ہے۔۔۔ اور میں یہاں کھانا کھانے آیا ہوں۔" کرسی کے ساتھ ٹیک لگا کر وہ دوبارہ سے اسی پرسکون انداز میں بیٹھ گیا۔

"زیادہ بکواس کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ تم یہاں کیا کرنے آئے ہو!" وہ اتنی آہستہ آواز میں بول رہی تھی کہ صرف وہی اسے سن سکتا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"اچھا۔ چلو پھر بتاؤ کہ میں یہاں کیا کرنے آیا ہوں؟" چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

"تم میرا پیچھا کر رہے ہو۔ کسی امیر باپ کی بگڑی ہوئی اولاد ہو گے جسے لڑکیوں کو اسٹاک کرنا کوئی ایڈونچر لگتا ہو گا۔ اور کتنی لڑکیوں کے پیچھے جا چکے ہو اب تک؟" لہجہ تلخ تھا۔

"تم پہلی ہو اور آخری بھی۔" وہ مسکراتا ہوا اُس کی آنکھوں میں دیکھتا کہہ رہا تھا۔ ایک لمحے کے لیے وہ لاجواب ہوئی تھی۔

"آخری بار کہہ رہی ہوں اس لیے غور سے سننا!" انگلی اٹھا کر تنبیہ کرتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔ "آئندہ تم مجھے میرے آس پاس نظر نہ آؤ۔ ورنہ۔۔۔ میں تمہارے ساتھ بہت برا پیش آؤں گی۔"

"مجھے بھوک لگی ہے۔ تم میرا آرڈر نہیں لو گی؟" اسے تو جیسے کوئی فرق ہی نہیں پڑا تھا۔ وہ ایک اول نمبر کا ڈھیٹ انسان تھا۔ یہ بات اُس لڑکی پر واضح ہو چکی تھی۔ ایک چبھتی ہوئی نظر اُس پر ڈالی اور پھر ہاتھ میں پکڑا ہوا اپنا ٹیبلٹ اٹھایا اور سکرین پر دیکھتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"آپ کیا لیں گے سر؟" ایک ایک لفظ چبا چبا کر ادا کیا۔ یہ اُس کی مجبوری تھی۔ یہاں پر آنے والے تقریباً سارے کسٹمرز کا تعلق ہی کسی نہ کسی ایلیٹ کلاس کے گھر سے ضرور ہوتا تھا۔ ایسے میں وہ کسی بھی کسٹمر کو ناراض کر کے اپنی نوکری کو خطرے میں نہیں ڈال سکتی تھی۔

"ایک ہاٹ چاکلیٹ۔" وہ مینو دیکھتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"اینی تھنگ ایلز سر؟" لہجہ اب بھی سخت معلوم ہوتا تھا۔ اس نے مینیو نیچے رکھا اور پھر اس کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"نہیں۔"

وہ وہاں سے سیدھا کچن کی طرف چلی گئی۔ وہ کچھ دیر اور وہاں بیٹھا رہا۔ اپنے آس پاس کا جائزہ لیتا رہا۔ پھر اپنا والٹ نکالا اور ایک ہزار کا نوٹ نکال کر مینو کارڈ میں رکھ دیا۔ پھر اٹھا اور مسکراتے ہوئے چہرے کے ساتھ ریسٹورانٹ سے نکل گیا۔ وہ کچھ دیر بعد جب ہاتھ میں اس

کا آرڈر لیے آئی تو اسے وہاں نہ پا کر اُس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا۔ اس کا دل چاہا تھا کہ وہ اس لڑکے پر وہی ہاٹ چاکلیٹ کا مگ اُنڈیل دے۔

"لفنگا!" وہ غصے سے زیرِ لب بڑبڑائی تھی۔

****

رات اپنے آخری پہر میں داخل ہو چکی تھی۔ کمرہ پوری طرح اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ عاہل بیڈ پر لیٹا سو رہا تھا۔ پسینے سے شرابور وہ سانس کھینچ کھینچ کر لے رہا تھا۔ وہ آہستہ آواز میں کچھ بڑبڑا بھی رہا تھا۔ پھر وہ چیخنے لگا۔

"نہیں! نہیں! نہیں!" وہ بار بار دہرا رہا تھا۔ "ایسا نہیں ہو سکتا! ایسا نہیں ہو سکتا!" اب وہ چیختے ہوئے رو رہا تھا۔ اسے ایک بار پھر nightmare آ رہا تھا۔ پچھلے آٹھ سالوں سے اسے ایسے ہی نائٹ میئرز آ رہے تھے۔ اگر کوئی اسے اس حالت میں دیکھتا تو کبھی بھی یہ یقین نہ کرتا کہ یہ وہی عاہل مستجاب تھا جس سے ایک دنیا ڈرتی تھی۔ جسے پاکستانی ڈرگ مافیا کی دنیا کا بادشاہ کہا جاتا تھا۔ ایک جھٹکے سے وہ اپنے خواب سے جاگا تھا۔ تیزی سے وہ اپنے بیڈ پر ہی اٹھ بیٹھا

تھا۔ اندھیرے کمرے میں وہ ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ روشنی کا کوئی سراغ تک نہ ملتا تھا۔ دور دور تک کچھ نظر نہ آتا تھا۔ اُس نے اپنا ہاتھ بیڈ کی سائیڈ ٹیبل پر پڑے نائٹ لیمپ کو جلانے کے لیے بڑھایا لیکن پھر واپس کھینچ لیا۔ اپنی ٹانگوں کو سمیٹ کر اپنا سر گھٹنوں پر ٹکاتے ہوئے اس نے اپنے بازوؤں کو اپنی ٹانگوں کے گرد حائل کیا۔ وہ جیسے خود کو ایک حفاظتی حصار میں لیے ہوئے تھا۔ جیسے وہ خود کو کسی چیز سے بچانا چاہتا تھا۔ اب وہ بلک بلک کر رو رہا تھا۔ اسے اپنی زندگی میں روشنی کرنے کا حق حاصل نہ تھا کیونکہ یہ اندھیرا اُس نے اپنے لیے خود ہی چنا تھا۔ اسے اس سیاہ اندھیرے کے خوف اور سائے میں رہنے کی سزا کاٹنی تھی۔ کچھ دیر وہ یونہی روتا رہا پھر خاموش ہو گیا۔ کبھی کبھی اندر کی گھٹن سے دل و دماغ اس حد تک تکلیف میں آجاتے ہیں کہ رونے سے بھی سکون نہیں ملتا۔ وہ بیڈ سے نیچے اتر آیا تھا۔ اُس کا رخ اب باتھ روم کی طرف تھا۔ وہ اندر داخل ہوا اور پھر اس نے باتھ ٹب کے اوپر لگی ٹونٹی کو کھولا۔ پانی ایک تیز دھار کی صورت میں ٹب میں گرنے لگا۔ کچھ ہی دیر میں ٹب پورا بھر گیا۔ پانی اب ٹب سے باہر نکل کر گر رہا تھا لیکن وہ پانی کی ٹونٹی کو بند نہیں کر رہا

تھا۔ پھر وہ آگے بڑھا اور ٹب میں لیٹ گیا۔ چہرہ بے تاثر ہو چکا تھا۔ اُس نے اپنے جسم کو ڈھیلا چھوڑ دیا۔ آہستہ آہستہ اس کا جسم پانی سے بھرے ٹب کے اندر چلا گیا۔ آنکھوں کو بند کیے وہ پانی سے بھرے ٹب میں بے سدھ لیٹا رہا۔ ٹونٹی سے پانی اب بھی بہہ رہا تھا اور باتھ ٹب سے نیچے گرتا جا رہا تھا۔

****

6سال پہلے۔

یکم اگست،2022۔

لاہور،پاکستان۔

لاہور۔ جسے پاکستان کا دل کہا جاتا ہے،اپنے فنون، ثقافتی کھانوں، تہواروں، موسیقی، فلم سازی،اور ملک کی نامور ترین شخصیات اور ایلیٹ کلاس کے خاندانوں کے لیے پوری دنیا

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

میں مشہور ہے۔ لاہور کی ایلیٹ کلاس میں دانشمند اور فصیح لوگوں کی کمی نہیں ہے۔ ان لوگوں کے پسندیدہ ترین شعبوں میں آرٹس، سیاست اور سماجی سرگرمیوں کا شمار ہوتا ہے۔ بس مسئلہ یہ ہے کہ اس ایلیٹ کلاس سے تعلق رکھنے والے قابل لوگ زیادہ تر ملک سے باہر اپنا نام کمارہے ہوتے ہیں۔ اسی کلاس سے وہ لوگ بھی تعلق رکھتے ہیں جو اپنے ماں باپ کا پیسہ پانی کی طرح اپنی عیاشیوں پر اڑاتے ہیں۔ یہ ایلیٹ کلاس کا وہ incompetent طبقہ ہے جن کا اپنی عیش و عشرت سے بھرپور زندگی کے بغیر گزارانا ممکن ہے۔ نوجوانوں کا یہ طبقہ اپنے پیسوں کی فراوانی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک انتہائی westernized lifestyle گزارتا ہے۔ ڈرگز، بارز، کلبز جیسی دیگر سرگرمیوں کے ارد گرد ہی ان کی پوری زندگی گھومتی رہتی ہے۔ تو مختصراً یہ کہ لاہور کے امراء پاکستان کے دیگر بڑے شہروں کے امراء سے کچھ زیادہ مختلف نہیں ہیں۔ ہماری کہانی کا تعلق بھی اسی ایلیٹ کلاس سے ہے۔

****

یہ دن صرف اگست کے مہینے کا آغاز نہ تھا،یہ ہماری کہانی کے دو مرکزی کرداروں،عصام شہریار خان اور علینا ضرار کی زندگی کو ایک کھیل میں تبدیل کرنے کا آغاز بھی تھا۔

یہ ایک انتہائی جدید اور خوبصورت طرز پر تعمیر شدہ یونیورسٹی یونیورسٹی آف مینیجمنٹ اینڈ بزنس(UMB) کے ایک کلاس روم کا منظر تھا۔یہ ایک نئے تعلیمی سیشن کے آغاز کا پہلا دن تھا۔پوری کلاس سٹوڈنٹس سے بھری ہوئی تھی۔یہ سب بزنس کے پہلے سال کے طلباء و طالبات تھے۔اس یونیورسٹی کی تمام کلاسز میں lecture theatre seating تھی۔

اب ہم آپ کو کلاس کی آخری دو قطاروں میں لے کر چلتے ہیں۔سیکنڈ لاسٹ لائن میں پینٹ شرٹ پہنے ایک خوش شکل سا لڑکا اور جینز پر کرتا پہنے ایک لڑکی بیٹھے خوش گپیوں میں مصروف تھے۔جبکہ پیچھے موجود لڑکا سر ڈیسک پر رکھے آنکھیں موندے بیٹھا تھا۔اس لڑکی نے پیچھے مڑ کر اسے دیکھا اور پھر اپنے ساتھ بیٹھے لڑکے کی طرف دیکھا۔

"ریاض اسے کیا ہوا ہے؟"وہ پر تجسس لگ رہی تھی۔

"صبح سے ہی اس کا موڈ خراب ہے آج۔"وہ نارمل سے انداز میں بولا تھا۔

"کوئی نئی بات بتاؤ! عصام کا موڈ ویسے بھی کب اچھا ہوتا ہے؟" اُس نے آنکھوں کو گھماتے ہوئے کہا۔

"میں تم دونوں کی چپڑ چپڑ کافی دیر سے سن رہا ہوں۔ اس لیے اب بہتر ہوگا کہ تم دونوں خاموش ہوجاؤ!" پیچھے بیٹھے لڑکے نے سر اٹھائے بغیر کہا۔ اُس کے لہجے میں نہ سختی تھی نہ ہی نرمی۔ صرف تنبیہ تھی۔

"تم سن رہے ہو ریاض؟ یہ کہہ رہا ہے کہ میں چپڑ چپڑ کر رہی ہوں!" ماہا کے تو جیسے سر پر لگی قدموں میں بجھی تھی۔

"اپنے ناخنوں کو آج آسمان کے رنگ کے مطابق پینٹ کروانے کے ٹاپک پر بات کرنا چپڑ چپڑ ہی ہے۔ اور میرا یہ بیچارہ دوست اپنے دل کے ہاتھوں مجبور تمہاری یہ چپڑ چپڑ سن بھی رہا ہے اور صرف تمہارا دل رکھنے کے لیے اس آئیڈیا کی تعریف بھی کر رہا ہے۔ ہے نا افسوس کی بات؟" وہ اب بھی سر اٹھائے بغیر کہہ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تم صرف میرا دل رکھنے کے لیے تعریف کر رہے تھے؟" ماہا نے بے یقینی سے ریاض کی طرف دیکھا۔ اسے ریاض سے ناراض ہونے کا نیا موقع مل گیا تھا۔

"ارے نہیں۔ بلکل نہیں۔ یہ تو فضول ہی بول رہا ہے۔ مجھے سچ میں تمہارا آئیڈیا اچھا لگا ہے۔" وہ اب مِنّت ہی تو کر رہا تھا۔

"نہیں۔ تم جھوٹ بول رہے ہو۔" وہ دونوں اب لڑنا شروع ہو گئے تھے۔ ریاض نے برا سا منہ بنا کر عصام کی طرف دیکھا جو اب بھی ڈیسک پر سر رکھے بیٹھا تھا۔

"اسے تو بس انٹرٹینمنٹ کا ذریعہ چاہیے ہوتا ہے۔ اب بھلے سے اس کی انٹرٹینمنٹ کے چکر میں اچھے بھلے بندے کا بیڑا غرق ہو جائے۔ ہونہہ!" عصام کے لیے ریاض کے دل میں بہت سے القابات جنم لے رہے تھے۔

وہ اب بھی آنکھیں موندے بیٹھا تھا لیکن ہونٹ ایک شیطانی مسکراہٹ میں ڈھلے تھے۔

"اب آئے گا نا مزا! لڑتے رہو اب تم دونوں۔ کم از کم اب تم دونوں کی بے بی ڈرلنگ والی باتیں تو نہیں سننی پڑیں گی نا!" وہ اپنی انٹرٹینمنٹ کے ملنے پر خوش ہوا تھا۔

اُن سے کچھ فاصلے پر ایک لڑکی بیٹھی ہوئی تھی۔ وہ دکھنے میں کافی خوبصورت تھی۔ اس نے پیچھے مڑ کر اس کی جانب دیکھا پھر وہ اٹھ کر اس کی سیٹ کے پاس آ کھڑی ہوئی۔

"عصام!" اُس نے مسکراتے ہوئے کہنا شروع کیا۔ "تمہارے ساتھ والی سیٹ خالی ہے۔ کیا میں وہاں بیٹھ جاؤں؟" اُس کے لہجے میں نرمی تھی۔ ریاض اور ماہا اپنی لڑائی چھوڑ کر اُن دونوں کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ دونوں کے چہرے پر اکھٹے مسکراہٹ اُبھری تھی۔

"تیار ہو؟" ماہا نے ریاض کی طرف دیکھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"تیار ہوں!"

دونوں نے پر جوش انداز میں مسکرا کر ایک دوسرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"انوشے۔۔۔ اگر تم نہیں چاہتیں کہ میں تمہاری شان میں کوئی قصیدہ پڑھوں۔۔۔ تو جن قدموں کے ساتھ تم یہاں چل کر آئی ہو واپس انہیں قدموں کے ساتھ چل کر یہاں سے چلی جاؤ!"

سر اٹھائے بغیر اُس نے تنبیہ کی۔ ماہا اور ریاض بے اختیار ہنس پڑے جبکہ انوشے کا چہرہ شرمندگی سے سرخ ہو چکا تھا۔ اُس نے خاموشی کے ساتھ وہاں سے چلے جانے میں ہی اپنی بھلائی سمجھی۔

کلاس کے دروازے سے اب ایک لڑکی اندر داخل ہوئی تھی۔ ہر کسی کی نظر اُس پر ٹھہر سی گئی تھی سوائے عصام کے۔ وہ اب بھی ہنوز بیٹھا تھا۔ کندھے پر ایک گہرے نیلے رنگ کا کالج بیگ پہنا ہوا تھا۔ سیاہ رنگ کا کڑھائی والا کرتا پاجاما پہنے، گلے میں سیاہ ہی رنگ کا دوپٹہ اسکارف کی صورت میں ڈالے، کمر سے نیچے جاتے ہوئے سیاہ بالوں کو کھلا چھوڑے وہ لڑکی کسی اپسرا سے کم نہیں لگتی تھی۔ کُہربا (Amber) آنکھوں میں سیاہ کاجل، کانوں میں چھوٹے سے چاندی کے جھمکے اور پیروں میں سیاہ رنگ کی سینڈلز۔ اُس کا ہر انداز سادہ تھا۔ سب کی نظریں اُس پر تھیں۔ وہ کلاس میں کسی کی طرف بھی دیکھے بغیر پُر اعتماد سی چال چلتی ہوئی سیدھا آخری رو کی طرف بڑھ گئی تھی۔ آخری رو تک پہنچ کر اس نے اپنا بیگ سیٹ پر عصام اور اپنے درمیان رکھا اور بیٹھ گئی۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

عصام کو اپنے ساتھ کسی کے بیٹھنے کا احساس ہوا تو اس نے سر اٹھائے بغیر کہا۔

"تم یہاں نہیں بیٹھ سکتیں۔ کہیں اور جا کر بیٹھو۔" لہجہ بے تاثر تھا۔ اسے لگا نوشے ڈھیٹ بن کر وہاں بیٹھ گئی تھی۔

"تم یہ سیٹ اپنے گھر سے لے کر آئے ہو؟ اگر ایسا ہے تو بتا دو میں کہیں اور جا کر بیٹھ جاؤں گی!" لہجہ سپاٹ تھا۔ اس نے عصام کی طرف دیکھے بغیر کہا۔ وہ اپنے بیگ میں ہاتھ ڈالے کچھ ڈھونڈ رہی تھی۔ اُس کا دھیان عصام کی طرف نہیں تھا۔

سب پھٹی پھٹی آنکھوں سے یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ کسی کو یقین ہی نہیں آ رہا تھا کہ کوئی عصام شہریار خان کے منہ پر بھی اسے جواب دینے کی ہمت رکھ سکتا تھا۔

"یہ تو گئی آج!" ماہا نے ریاض کے کان کے پاس سرگوشی کی جو کھلے ہوئے منہ کے ساتھ یہ منظر دیکھ رہا تھا۔

عصام نے جواب دینے کے ارادے سے سر اٹھایا اور نگاہ اٹھا کر اسے دیکھا۔

سب تین لمحوں کا کھیل تھا اور

عصام شہریار خان برباد ہو گیا تھا۔

اسے مرضِ عشق لاحق ہو گیا تھا۔

عصام نے کوئی جواب نہیں دیا وہ پہلے کی طرح دوبارہ سر ڈیسک پر ٹکائے آنکھوں کو موند کر بیٹھ گیا۔ اُس کے پاس ابھی سیٹ پر لڑنے سے زیادہ اہم کام تھا۔ اسے فلحال اپنی دھڑکنوں کو قابو میں کرنا تھا۔ یہ زیادہ ضروری کام تھا۔

پوری کلاس کھلے ہوئے منہ اور پھٹی ہوئی آنکھوں کے ساتھ ایک دوسرے کے چہروں کو بے یقینی کے عالم میں دیکھ رہی تھی۔ ماہا اور ریاض کو تو جیسے صدمہ ہی لگ گیا تھا۔ ابھی ابھی ان کی آنکھوں نے جو منظر دیکھا تھا وہ اسے ہضم نہیں کر پا رہے تھے۔

کچھ دیر بعد ہی کلاس شروع ہو گئی اور پروفیسر کلاس میں داخل ہو گئے۔ وائٹ بورڈ کی طرف آ کر پروفیسر نے اپنا تعارف دینا شروع کیا اور پھر سٹوڈنٹس سے ہلکی پھلکی بات چیت کرنے کے بعد پڑھانا شروع کر دیا۔ علینا نے ایک دوبار عصام کی طرف دیکھا جو لیکچر کے دوران

بھی سر ڈیسک پر رکھے اور آنکھیں بند کئے بیٹھا رہا۔ اسے وہ لڑکا بڑا ہی عجیب لگا تھا۔ پڑھاتے ہوئے پروفیسر کی نظر عصام پر پڑی تو چہرہ غصے سے سرخ ہوا۔

"لاسٹ سیٹ پر بلیک لیدر جیکٹ!" چہرہ غصے سے تمتما رہا تھا۔ اُس نے آنکھیں کھولیں۔ چہرے پر ناگواری اُبھری۔ عصام اپنی سیٹ سے کھڑا ہوا۔

گہری سرمئی آنکھیں۔ سفید ہاف سلیوز شرٹ پر سیاہ لیدر جیکٹ اور سیاہ ہی جینز پہنے، ماتھے پر بکھرے ہوئے بالوں کے ساتھ وہ مردانہ وجاہت کی مثال لگ رہا تھا۔ گلے کی چین میں سلور ویمنز ویڈنگ بینڈ جھول رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"یس سر؟" لہجہ بے تاثر تھا۔

"+158 آئی کیو لیول اور ایک billionaire کا بیٹا ہونے کا مطلب یہ ہر گز نہیں ہے عصام شہریار خان کہ تم کلاس میں سو جاؤ!" لہجے میں واضح غصّہ تھا۔ علینا ضرار کو اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے اس لڑکے کے تعارف پر جیسے جھٹکا لگا تھا۔ وہ یونیورسٹی کے فاؤنڈر کا بیٹا تھا؟

"سر میری حالت آج کچھ زیادہ ٹھیک نہیں ہے اس لیے سر ڈیسک پر رکھے بیٹھا تھا۔"اس کا انداز بلکل نارمل تھا۔

"کیوں کیا ہوا ہے تمہاری حالت کو؟"پروفیسر نے استہزائیہ سے انداز میں پوچھا تھا۔

"سر میرا دل دھڑک رہا ہے۔"لہجہ حد درجہ نارمل تھا۔علینا اب آبرو سُکیڑ کر چہرہ اٹھائے اسے دیکھ رہی تھی۔ کلاس میں بہت سے قہقہے بلند ہوئے تھے۔

"واٹ نونسینس!سب کا دل دھڑ کتا ہے!"پروفیسر کو اب کہ غصّہ آیا تھا۔

"سر میرا دل بہت زور سے دھڑک رہا ہے جیسے پھٹ جائے گا!"وہ انتہائی سنجیدہ انداز میں کہہ رہا تھا۔ماہا اور ریاض دبا دبا سا ہنس رہے تھے۔اس بات سے بے خبر کہ وہ کوئی ڈرامہ نہیں کر رہا تھا۔وہ سچ میں سنجیدہ تھا۔

"کیوں؟بلڈ پریشر ہائی ہو رہا ہے تمہارا؟"پروفیسر کو اب دوبارہ تشویش ہوئی تھی۔اس بار تو علینا کو بھی ٹینشن ہوئی تھی۔وہ یونیورسٹی کے فاؤنڈر کا اکلوتا بیٹا تھا، تشویش ہونی تو بنتی تھی۔

"نہیں سر بلڈ پریشر بلکل ٹھیک ہے!" اس کا لہجہ اب بھی سنجیدہ تھا۔

"پھر کیوں تیزی سے دھڑک رہا ہے تمہارا دل؟"

اُس نے اپنے ساتھ بیٹھی ہوئی علینا کی طرف دیکھا۔ کُہربا آنکھیں گہری سرمئی آنکھوں سے ملیں۔ وہ چند لمحوں کے لیے اس کی آنکھوں میں دیکھتی رہی پھر اس نے ایک جھٹکے سے اپنی نظریں چُرا لیں۔ وہ ساحر تھا۔ اس کی گہری سرمئی آنکھیں سحر انگیز تھیں۔ عصام کی آنکھوں میں دیکھ کر اسے جیسے خود پر کوئی سحر طاری ہوتا محسوس ہوا۔ ایسا کرنا خطرناک تھا اور اس نے یہ اقرار کیا تھا۔ عصام کی نظریں ہنوز اُس پر جمی تھیں۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"سر کسی کو دیکھ کر دل دھڑک رہا ہے!" وہ سنجیدہ چہرہ لیے اسے ہی دیکھ رہا تھا جو اُس کی آنکھوں میں دیکھنے کے بعد اب اور کہیں بھی نہیں دیکھ پا رہی تھی۔

اس مرتبہ کلاس میں قہقہے مزید بلند ہوئے تھے۔ ریاض اور ماہا عصام کی حالت سے بے خبر پاگلوں کی طرح ہنس رہے تھے۔ انہیں ابھی تک لگ رہا تھا کہ وہ مزاق کر رہا تھا۔

"شٹ اپ!" پروفیسر غصے سے چلائے تھے۔

کلاس میں پوری طرح خاموش چھا گئی تھی۔

پن ڈراپ سائلنس۔

"ہر چیز تمہارے لیے مزاق ہے نا؟ میں یہاں لیکچر دینے کے بجائے مزاق کر رہا ہوں نا؟ اتنے بڑے ہیرو ہو تو پھر مجھے اس لیکچر کے ایک سوال کا جواب دو!" پروفیسر کا لہجہ تلخ ہو چکا تھا۔ انہوں نے ایک بہت ہی مشکل سوال پوچھ لیا تھا۔

ماہا اور ریاض سیٹ کے ساتھ پر سکون سے انداز میں ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ عصام کے سکون میں ذرّہ برابر بھی فرق نہ آیا تھا۔ علینا کی نظریں ڈیسک پر جمی تھیں۔ کلاس کے پہلے دن ہی یہ اس سوال کا جواب کیسے دے گا؟ پتا نہیں کیوں لیکن اسے ٹینشن ہوئی تھی۔

لیکن وہ تیزی سے ایسے پر سکون انداز میں جواب دے رہا تھا کہ جیسے روز مرہ کی کوئی عام سی بات کر رہا ہو۔ سب کی نظروں کا محور اس وقت صرف عصام شہریار خان تھا۔ پوری کلاس میں اگر کوئی پر سکون تھا تو وہ صرف تین لوگ تھے۔ ماہا، ریاض اور خود عصام۔ پروفیسر کی

تو شرمندگی کے مارے ہی آواز بند ہو گئی تھی۔ انہوں غلط انسان سے سوال پوچھا تھا۔ علینا نے نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا۔ وہ اب بھی اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"سر اب بیٹھ جاؤں؟" اُس نے اس کی طرف دیکھتے ہوئے اجازت مانگی۔

"ہاں بیٹھ جاؤ!" پروفیسر نے اپنی شرمندگی کو مزید محسوس نہ کرنے کی غرض سے اب دوبارہ پڑھانا شروع کر دیا تھا۔ علینا نے باقی کا سارا لیکچر بورڈ پر سے نظریں نہیں ہٹائیں اور عصام نے علینا پر سے۔ اُن دونوں کو کوئی اندازہ نہیں تھا کہ اُن کی نظروں کا یوں ملنا اُن دونوں کے لیے مستقبل میں عذاب ثابت ہونے والا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

****

وہ تینوں اس وقت یونیورسٹی کے اوپن ایئر سیٹنگ ایریا میں ٹیبل کے ارد گرد بیٹھے تھے۔ اُن کے ٹیبل کے سامنے یونیورسٹی کی راہداری تھی جہاں اس وقت سٹوڈنٹس کی چہل پہل تھی۔ میز پر اُن تینوں کے سامنے کافی کے تین مگز پڑے تھے۔ عصام ٹھہر ٹھہر کر کافی کا ایک گھونٹ لیتا اور مگ واپس ٹیبل پر رکھ دیتا۔ ماہا اور ریاض نے تو اپنے مگز کو چھوا تک نہیں

تھا۔ ریاض کے چہرے سے پریشانی ٹپک رہی تھی۔ ماہا کے چہرے پر تجسس تھا۔ اور ہمیشہ کی طرح عصام کے ماتھے پر پریشانی کی ایک شکن تک نہ تھی۔ ایک بار پھر کافی کے مگ نے لبوں تک سفر طے کیا تھا۔ ایک گھونٹ بھرنے کے بعد اُس نے مگ کو واپس ٹیبل پر رکھا اور سوالیہ نظروں سے اُن دونوں کی طرف دیکھنے لگا جو ابھی تک اسے گھور رہے تھے۔

"کیا جاننا ہے تم دونوں کو؟ پوچھو؟" آبرو اٹھا کر لاپرواہی سے کہا۔

"پروفیسر نے تمہیں اپنے آفس میں بلا کر تمہاری عزت افزائی کیسے کی مجھے جاننا ہے؟" وہ تیزی سے مسکراتے ہوئے بولی تھی۔ لہجے میں اشتیاق واضح تھا۔ عصام بے اختیار اُس کی بات پر ہنس دیا تھا۔ اسکی ہنسی بہت خوبصورت تھی۔ کسی کو بھی اپنا اسیر کر دینے والی ہنسی۔

"ماہا!" رایان نے تنبیہ کرتے ہوئے کہا۔

"کیا؟ مجھے یہی جاننا تھا!" ماہا نے ہاتھوں کو اٹھاتے ہوئے کہا۔ ریاض نے اب عصام کی طرف چہرہ موڑا۔

"عصام یہ سب کیا ہے؟"وہ سچ میں اپنے دوست کے لیے فکر مند لگ رہا تھا۔

"کیا کیا ہے؟"اُس کا انداز یوں تھا جیسے کچھ ہوا ہی نہیں تھا۔

"جو تم کر رہے ہو! کلاس کا ماحول تمہاری وجہ سے آج خراب ہوا تھا!"

"ہاں تو اس میں میری کیا غلطی ہے کہ میرا آئی کیو لیول 158+ ہے اور پروفیسر ز مجھ سے وہ سوال پوچھتے ہیں جو مجھے پہلے سے ہی معلوم ہوتے ہیں؟ جب سب پہلے سے ہی معلوم ہو تو پھر لیکچر لینے کا دل ہی نہیں کرتا!"وہ معصوم سی شکل بنائے کہہ رہا تھا۔

"میں تمہیں بیوقوف لگتا ہوں؟"ریاض کو تو اب غصّہ چڑھ گیا تھا۔

"پوچھ رہے ہو یا بتا رہے ہو؟"عصام نے سنجیدگی سے کہا تو ماہا نے کھانستے ہوئے اپنی ہنسی کو چھپایا تھا۔

"یہاں کوئی مذاق نہیں چل رہا ہے۔ پروفیسر تمہیں آج اپنے آفس میں بلا چکے ہیں۔ ایک اور ایسی حرکت عصام اور تمہاری کمپلینٹ یونیورسٹی کے ڈین کے پاس جائے گی اور پھر

جانتے ہونا شہریار انکل کیا کریں گے تمہارے ساتھ؟" وہ اسے اُس کی غلطی باور کروانے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔

"ڈیڈ زیادہ سے زیادہ کیا ہی کر لیں گے؟ سزا دیں گے؟ اور کر بھی کیا سکتے ہیں وہ؟" اُس کے منہ سے نکلنے والے لفظوں میں اپنے باپ کے لیے بے اعتباری تھی۔

"کیا ابھی تک پرابلم۔۔۔" لفظ ریاض کے منہ میں ہی رہ گئے جب عصام نے تیزی سے اُس کی بات کو کاٹتے ہوئے کہا۔

"میں اس بارے میں بات نہیں کرنا چاہتا۔"

اُس نے اپنا رخ راہداری کی طرف موڑ لیا۔ آنکھوں میں سختی اتر آئی۔

"ٹھیک ہے۔" ماہا پریشانی کے عالم میں اب ریاض کی طرف دیکھ رہی تھی۔

تبھی عصام کو راہداری میں وہ چلتی ہوئی نظر آئی۔ ایک لمحے کے لیے سب بدلا تھا۔ اس کی آنکھوں میں نرمی اتر آئی تھی۔ اُس کی نظریں تب تک اُس کا پیچھا کرتی رہیں جب تک وہ

راہداری میں اُس کی نظروں سے اوجھل نہ ہو گئی۔ یہ منظر دیکھ کر ماہا نے ریاض کی طرف دیکھا اور بے یقینی سے کہا۔

"اس کے دماغ کا فیوز تو پوری طرح اڑ چکا ہے۔" عصام کی آنکھیں خود سے دور جاتی علینا پر جمی تھیں اور وہ دونوں اسے پریشانی کے عالم میں دیکھ رہے تھے۔

****

سورج آج اپنی پوری آب و تاب کے ساتھ چمک رہا تھا۔ گرمی عام دنوں سے قدرے زیادہ تھی۔ عصام اور ریاض یونیورسٹی کے ائیر کنڈیشنڈ کیفے ٹیریا میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ریاض کے سامنے لیپ ٹاپ کھلا پڑا تھا جس پر وہ کچھ ٹائپ کر رہا تھا۔ عصام کے ہاتھ میں ایک کتاب تھی۔ وہ "The Cruel Prince" کا اسپیشل ایڈیشن پڑھ رہا تھا۔ عصام کتابوں کا شوقین تھا۔ وہ ہر طرح کی کتابیں پڑھتا تھا لیکن اسے سب سے زیادہ ناولز پسند تھے۔ فلحال وہ اپنے مطالعے میں پوری طرح غرق نظر آ رہا تھا۔ ریاض نے لیپ ٹاپ پر سے سر اٹھا کر

کیفے ٹیریا کے دروازے کی طرف دیکھا تو اسے ماہا نظر آئی جو تیزی سے ان کی طرف بھاگتی ہوئی آرہی تھی۔ اُس کے چہرے پر جوش اور شاک کے ملے جلے تاثرات تھے۔

"اب اسے کیا ہوا ہے؟" ریاض نے اپنی طرف آتی ماہا کو دیکھ کر کہا۔

" پھر سے نیل آرٹ کا کوئی نیا ٹرینڈ پتا چلا ہو گا۔ شاید اس بار ناخنوں کو اپنے موڈ کے حساب سے پینٹ کروانے کا کوئی ٹرینڈ ہو گا۔" وہ سنجیدہ سا کتاب پڑھتے ہوئے ریاض یا پھر ماہا کی طرف دیکھے بغیر کہہ رہا تھا۔ بے ساختہ ہی اُس کی بات پر ریاض ہنس پڑا۔

ماہا نے اُن کی ٹیبل کے پاس پہنچ کر کرسی پیچھے کھینچی اور پھر بیٹھ گئی۔ اب وہ اپنا سانس بحال کر رہی تھی۔ ریاض نے ویٹر کو پانی کی بوتل لانے کا اشارہ کیا۔ ویٹر پانی کی بوتل ہاتھ میں پکڑے اُن کے قریب آیا ہی تھا کہ ماہا نے اُس کے ہاتھ سے بوتل جھپٹی۔ بوتل کا ڈھکن کھولا اور ایک ہی بار میں پوری کی پوری بوتل اپنے اندر انڈیل لی۔ ریاض اسے مسکراتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔ اور عصام دنیا سے بیگانہ اپنی کتاب میں کھویا ہوا تھا۔ اب ماہا

اُن دونوں کے چہرے اشتیاق سے دیکھ رہی تھی کہ کب ان میں سے کوئی اس سے پوچھے کہ کیا ہوا اور وہ کسی فلم کی کہانی کی طرح اُن دونوں کو پورا قصہ سنا ڈالے۔

"اتنا ڈرامہ مت کرو ماہا۔ مجھے پتا ہے تم مر جا رہی ہو ہمیں کوئی بات بتانے کے لیے!" آخر کار ماہا کے لیے انتظار کی گھڑیاں اب ختم چکی تھیں۔ وہ مسکراتے ہوئے آگے کو ہو کر بیٹھی، ہاتھوں کی انگلیوں کو باہم آپس میں ملایا اور کہنا شروع کیا۔

"تم دونوں کو پتا ہے کہ ہر سال ہماری یونیورسٹی جس ایک لکی سٹوڈنٹ کو اسکالرشپ دیتی ہے، اس بار وہ کون ہے؟" وہ اُن دونوں کے چہروں کو غور سے دیکھتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"نہیں مجھے نہیں پا تا ماہا!" ریاض نے جواباً کہا۔ ماہا نے گھور کر عصام کو دیکھا جس کے کان پر جوں تک نہ رینگی تھی۔

"تم میری بات سن کیوں نہیں رہے ہو عصام؟" لہجے میں خفت واضح تھی۔

"Because I'm not interested."

اُس نے کتاب کا صفحہ پلٹتے ہوئے کہا۔ماہا نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہنا شروع کیا۔

"یہ علینا ضرار کے بارے میں ہے!"اُس نے ہر ایک لفظ پر زور دیتے ہوئے کہا۔ایک جھٹکے سے عصام نے کتاب بند کر کے اپنے سامنے ٹیبل پر رکھی۔اب وہ آگے کو ہو کر بیٹھا غور سے اس کی بات سننے لگا۔

"آگے بولو۔میں سن رہا ہوں۔"ہونٹوں پر مسکراہٹ۔آنکھوں میں چمک۔دنیا کے معاملات سے بے خبری۔علینا ضرار کا نام سننے پر وہ ہمیشہ یونہی ردِ عمل دیا کرتا تھا۔

ماہا نے آنکھیں گھما کر اسے دیکھا پھر کہنے لگی۔

"ہماری یونیورسٹی صرف ایک لکی سٹوڈنٹ کو ہر سال اسکالر شپ دیتی ہے۔اور یہ وہ سٹوڈنٹ ہوتا ہے جس کے مارکس ایڈمشن کے ٹائم پر پوری یونیورسٹی میں سب سے زیادہ ہوتے ہیں۔اکیڈیمکس،کو کریکیولرز،ان شورٹ وہ ہر لحاظ سے ایک پرفیکٹ سٹوڈنٹ ہوتا ہے۔اس سال کی وہ سٹوڈنٹ علینا ضرار ہے!"وہ سانس لینے کے لیے رکی۔

وہ بے قراری سی اسے دیکھ رہا تھا جیسے وہ کہنا چاہتا ہو کہ آگے بتاؤ۔

نولز کلب
Clubb of Quality Content

"لیکن ماہا یونیورسٹی میں ایڈمشن کے ٹائم پر تو عصام کے مارکس سب سے زیادہ آئے تھے نا؟ ٹاپر تو عصام ہے تو پھر۔۔۔"

"میں نے اسکالرشپ چھوڑدی تھی تاکہ وہ اپنے اصل حقدار تک پہنچ جائے۔"عصام نے سنجیدگی سے ریاض کی بات کو کاٹتے ہوئے کہا۔

"بلکل !اور تمہاری وجہ سے ہی علینا ضرار آج اس شاندار یونیورسٹی میں پڑھ رہی ہے۔ لوگ اپنے بچوں کو کہانی سناتے ہیں کہ ہم فلاں ملک میں ملے اور ہمیں پیار ہو گیا۔یہ اپنے بچوں کو کہانی سنائے گا کہ کیونکہ میں ایک بلین نیئر تھا اس لیے میں نے اپنی اسکالرشپ چھوڑدی۔ اور یوں میری ملاقات تمہاری ماں سے ہو گئی۔"ماہا پورے فلمی انداز میں گویا ہوئی تھی۔

ریاض عصام کے چہرے کو غور سے مسکراتے ہوئے دیکھ کر کہہ رہا تھا۔اس کی بات پر عصام کے چہرے پر ہلکی سے مسکراہٹ اُبھری۔ماہا نے پہلے عصام کے چہرے کو غور سے دیکھا اور پھر ریاض کی طرف چہرہ موڑ کر کہنے لگی۔

"کیا معاملہ اتنا سیریس ہو گیا ہے؟"

"اگر نہیں بھی ہوا ہو گا تو اس کے آثار دیکھ کر مجھے لگتا ہے کہ معاملہ سیریس ہونے میں زیادہ دیر نہیں لگنے والی۔"ریاض مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

عصام مسکرا رہا تھا۔ ایسی مسکراہٹ جو کسی لائحہ عمل کو طے کرنے کے دوران چہرے پر نمودار ہوتی ہے۔

****

تقریباً ایک ماہ یونہی گزر چکا تھا لیکن عصام اور علینا کی کہانی ابھی تک وہیں رکی ہوئی تھی۔ اُن دونوں کے اب تک دوبار مڈٹرم ایگزامز ہو چکے تھے۔ اور دونوں مڈٹرم ایگزامز میں علینا نے ہی ٹاپ کیا تھا۔ عصام علینا سے صرف ایک یا دو مارکس سے پیچھے رہ جایا کرتا تھا۔ یہ سب کے لیے کسی شاک سے کم نہ تھا۔ سوائے ریاض اور ماہا کے۔ اُنہیں پتا تھا کے وہ کیا کر رہا تھا۔ علینا کو پہلی بار میں ہی یہ معلوم ہو گیا تھا کہ عصام جان بوجھ کر اپنے مارکس کٹوا رہا تھا۔ لیکن اسے اس بات کی تصدیق کرنی تھی اور تصدیق کرنے کے لیے اسے سیکنڈ مڈٹرم ایگزامز کا انتظار کرنا تھا۔

وہ نوٹس بورڈ کے سامنے کھڑی سیکنڈ مڈ ٹرم ایگزام کا رزلٹ دیکھ رہی تھی۔ اسے اپنے نام کی جگہ عصام کے نام کی تلاش تھی۔ اُس نے لسٹ پر پہلا نام دیکھا۔ علینا ضرار۔ ماتھے پر پریشانی سے شکنیں اُبھری تھیں۔ اُس نے لسٹ پر دوسرا نام دیکھا۔ عصام شہریار خان۔ ماتھے کی شکنوں کی جگہ اب چہرہ غصے سے لال ہو چکا تھا۔ پچھلی بار کی طرح اس بار بھی عصام علینا سے صرف ایک مارک سے پیچھے رہ گیا تھا۔ اُس کے قدموں کا رکھ کیفے ٹیریا کی طرف تھا۔ اب وقت آ گیا تھا کہ عصام شہریار خان کے ساتھ فیس ٹو فیس بات کی جاتی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

****

آج کیفے ٹیریا خالی پڑا تھا۔ وہ تینوں سب سے آخری ٹیبل پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ماہا کے چہرے سے غصّہ، ریاض کے چہرے سے پریشانی اور عصام کے چہرے سے لاپرواہی جھلک رہی تھی۔ ماہا آنکھیں چھوٹی کیے عصام کو دیکھ رہی تھی۔

"تمہیں پتا ہے ابھی میں کیا دیکھ کر آئی ہوں؟" لہجے میں غصہ واضح تھا۔

"کہیں شیشے میں اپنی شکل تو نہیں دیکھ لی؟" وہ اپنے ازلی معصوم انداز میں کہہ رہا تھا۔

"مڈ ٹرم ایگزامز کا رزلٹ دیکھ کر آئی ہوں میں!" ایک ایک لفظ چبا چبا کر ادا کیا۔

"اچھا۔" وہ آگے کو ہو کر بیٹھا۔ "علینا کی کیا پوزیشن ہے؟" وہ متجسس تھا۔

"فرسٹ۔"

"تھینک یو اللہ۔" چہرے پر مسکراہٹ اُبھری۔

"اپنی پوزیشن نہیں پوچھو گے؟" ریاض نے سوال کیا۔

"نہیں مجھے پوچھنے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میرے پوچھے بغیر بھی ماہا مجھے میری پوزیشن بتا کر ہی سانس لے گی!" اُس نے کندھے اُچکائے۔

"تمہاری سیکنڈ پوزیشن آئی ہے۔" ماہا نے عصام کو گھورتے ہوئے کہا۔

"گڈ۔ میں یہی چاہتا تھا۔" لہجے میں سکون تھا۔

"تمہارا نا دماغ خراب ہو گیا ہے عصام!" وہ آگے کو ہو کر بیٹھی۔

"کیوں؟ وضاحت کرنا پسند کرو گی؟" عصام نے آبرو اٹھا کر پوچھا۔

"تمہیں کوئی اندازہ بھی ہے کہ لوگ کیا باتیں بنا رہے ہیں؟"

"کیا ہوا ہے ماہا؟" انداز لاپرواہ سا تھا۔

"لوگ تمہارے اور علینا کے بارے میں باتیں کر رہے ہیں۔ تمہیں تو کوئی فرق نہیں پڑے گا لیکن علینا۔۔۔ تمہاری ان فضول حرکتوں کی وجہ سے وہ لوگوں کی معنی خیز نظروں اور باتوں کا محور بن رہی ہے!" ماہا کی جگہ ریاض غصے سے بولا تھا۔

"لیکن۔۔۔" اس سے پہلے کہ عصام مزید کچھ کہتا ماہا اُس کی بات کاٹتے ہوئے بولی۔

"یہ نو واٹ عصام! تمہیں خود بھی نہیں پتا ہے کہ تم کیا رہے ہو!" لہجے میں طنز تھا۔ "جس طرح ایک چھوٹا سا بچہ اپنے ماں باپ کی اٹینشن حاصل کرنے کے لیے الٹی سیدھی حرکتیں کرتا ہے نا۔ تم بھی بلکل اس چھوٹے سے بچے کی طرح علینا ضرار کی اٹینشن پانے کے لیے ایسی فضول حرکتیں کرتے پھر رہے ہو!"

سچی بات ہمیشہ چابک پڑنے جیسی تکلیف رکھتی ہے۔ عصام نے اقرار کیا تھا۔ اس وقت اُس 158+ آئی کیو لیول والے لڑکے کے پاس اپنے حق میں وضاحت دینے کے لیے کوئی

بات بچی نہیں تھی۔ وہ شرمندہ ہو چکا تھا بس تاثرات کے ذریعے شرمندگی کا اظہار نہیں کر رہا تھا۔ ابھی وہ کچھ آگے کہتا کہ اُن کے سامنے کوئی آ کر کھڑا ہو گیا۔ سیاہ رنگ کے چوری دار پاجامے اور لمبی قمیض کے ساتھ سیاہ ہی رنگ کا دوپٹہ شانوں پر پھیلایا ہوا تھا۔ بالوں کی کھجوری چٹیا کمر سے نیچے جاتی تھی۔ کانوں میں چاندی کے جھمکے اور پیروں میں سفید رنگ کی بلاک ہیلز تھیں۔ دودھیا رنگ کے چہرے پر شدید ناگواری تھی۔ عصام نے نظریں اٹھا کر علینا کی طرف دیکھا تو اندر تک سکون اتر گیا۔ علینا نے عصام کی طرف دیکھا۔

"عصام شہریار خان مجھے تم سے بات کرنی ہے!" لہجہ اٹل تھا۔

"مجھ سے؟"عصام کو جیسے یقین نہیں آیا تھا۔ وہ بڑی بڑی آنکھیں کھولے اسے دیکھ رہا تھا۔

"کیوں؟ کیا تمہارے علاوہ بھی یہاں کسی اور کا نام عصام ہے؟"اُس نے آبرو اٹھاتے ہوئے پوچھا تھا۔ علینا نے رخ موڑ کر ایک ساتھ بیٹھے ریاض اور ماہا کی طرف دیکھا۔

"مجھے یہاں بیٹھ کر تمہارے دوست کی تھوڑی سی عزت افزائی کرنی ہے۔ تو اگر تم اس عزت افزائی کو سننا چاہتے ہو تو یہاں بیٹھے رہ سکتے ہو!"اس کا لہجہ مضبوط تھا۔

"نہیں ہم جا رہے ہیں!" ریاض فوراً بولا تھا۔

"لیکن مجھے عصام کی عزت افزائی سننی ہے۔" ماہا نے ریاض کو گھورتے ہوئے کہا۔

ریاض مزید کچھ کہے بغیر اٹھا اور ماہا کا ہاتھ پکڑ کر زبردستی اسے وہاں سے لے گیا۔ ماہا نے مزاحمت کرنے کی کوشش کی جو بے کار گئی۔ علینا نے کرسی کھینچی اور ٹانگ پر ٹانگ جما کر بیٹھ گئی۔

"تو کیا بات کرنی تھی تمہیں؟" عصام کی چھٹی حس نے جیسے کوئی گھنٹی بجائی تھی۔

"ایکچوئلی بات نہیں کرنی ہے۔ تمہیں تمہاری لمٹس سمجھانی ہیں۔" وہ پراعتماد لہجے میں بات کر رہی تھی۔

"لمٹس؟" وہ اچھنبے سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"ہاں لمٹس۔ اگر انگریزی سمجھ نہ آتی ہو تو اردو میں جسے حدود کہتے ہیں۔ وہ لمٹس! یہ وہی لمٹس ہیں جنہیں تم روزانہ توڑتے ہو!" اُس کا لہجہ سخت تھا۔ غصے اور تلخی سے بھرا ہوا۔

"میں نے اپنی لمٹس کب توڑیں؟"وہ ہر بات کا جواب جانتا تھا بس اپنی غلطی کا اقرار نہیں کرنا چاہتا تھا۔

"گنوانا تو نہیں چاہتی لیکن چلو تمہاری یادداشت ذرا ریفریش کر دیتی ہوں!"وہ آگے کو ہو کر بیٹھی۔"کلاس کا پہلا دن اور اب۔۔۔جو تم کر رہے ہو!"وہ واپس کرسی کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔دونوں ہاتھوں کو ٹیبل پر رکھ کر انگلیوں کو باہم ملایا۔"تمہاری ان حرکتوں کو دیکھ کر میرے ذہن میں ایک لفظ بار بار کسی گھنٹی کی طرح بجتا ہے۔جانتے ہو وہ لفظ کیا ہے؟" چہرے پر سنجیدگی تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"کونسا لفظ آتا ہے ذہن میں؟"اسے پتا تھا کہ وہ اُس کے بارے میں کچھ اچھا نہیں کہنے والی تھی لیکن پھر بھی وہ اسے سننا چاہتا تھا۔"Idiot"اُس نے عام سے لہجے میں کہا۔

بے ساختہ عصام ہنس پڑا لیکن علینا کا غصے سے تمتماتا ہوا چہرا دیکھ کر وہ ہنسنا بھول گیا۔

"سوری۔"چہرے کو سنجیدہ کرتے ہوئے اُس نے کہا۔"ویسے میں نے کیا کیا ہے؟"

"تم اچھی طرح سے جانتے ہو کہ تم نے کیا کیا ہے۔"

"نہیں میں نہیں جانتا ہوں۔"

علینا نے سوچا کہ کاش اس وقت اس کے ہاتھ میں کچھ ہوتا جو وہ عصام کے سر پر دے مارتی۔

"تم ایگزامز میں جان بوجھ کر مجھ سے کم مارکس لارہے ہو!"

"یہ کوئی اتفاق بھی ہوسکتا ہے۔"اُس نے کندھے اُچکائے۔

"ایک یادو سبجیکٹس میں ہوسکتا ہے۔ہر سبجیکٹ میں نہیں ہوتا ہے نہ ہی ہر مدٹرم ایگزام میں!"

"ہوسکتا ہے کہ تم مجھ سے زیادہ ذہین ہو اس لیے تمہارے مارکس مجھ سے اچھے آتے ہوں۔"

وہ کندھے اُچکاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"ایک عام لڑکی۔۔۔"

Clubb of Quality Content!

"عام ؟وہ خود کو عام کہہ رہی ہے ؟دنیا کی سب سے خاص لڑکی خود کو عام کہہ رہی ہے ؟"

عصام کو تو جیسے علینا کی بات سن کر جھٹکا لگا تھا۔

"۔۔۔کے مارکس ایک +158 آئی کیو لیول رکھنے والے لڑکے سے زیادہ کیسے آسکتے ہیں؟ وضاحت کرنا پسند کرو گے ؟"وہ درست کہہ رہی تھی۔ عصام نے تسلیم کرلیا تھا۔اب مزید کسی بھی بحث کے بغیر اُس نے ہتھیار ڈالنا بہتر سمجھا۔

"کیا چاہتی ہو تم مجھ سے ؟"

" کمپیٹیشن۔"وہ مضبوط لہجے میں کہہ رہی تھی۔

" کمپیٹیشن؟تم جانتی ہو نا کہ اگر کمپیٹیشن شروع ہوا تو پھر چاہے تم جتنی مرضی بھی کوشش کرلو تمہاری فرسٹ پوزیشن نہیں آنے والی؟"

"مجھے ایسی فرسٹ پوزیشن چاہیئے بھی نہیں جسے میں اپنی محنت سے حاصل نہ کرسکوں۔ میں نے آج تک جو بھی حاصل کیا ہے،سب اپنے بل بوتے پر حاصل کیا ہے۔مجھے تمہاری اس سو کالڈ محبت کے نام پر یہ خیرات نہیں چاہیے!"اس کا لہجہ حتمی تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

خیرات؟ اسے کچھ بُرا لگا تھا لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اس کا ایسا کہنا بنتا تھا۔

"ٹھیک ہے تمہیں کمپیٹیشن ملے گا۔" خود کو پہنچنے والی تکلیف کو بھولنے کی کوشش کرتے ہوئے عصام نے کہا۔

"تمہاری مہربانی ہوگی مجھ پر!" سخت لہجے کے ساتھ وہ کرسی سے اٹھتے ہوئے بولی۔ وہ جانے کے لیے مڑی ہی تھی کہ کچھ سوچ کر رک گئی اور واپس عصام کی طرف پلٹی۔

"اور ہاں۔ آخری بار بتا رہی ہوں۔ اپنی لمٹس میں رہنا سیکھو۔" وہ یہ کہہ کر رکی نہیں فوراً وہاں سے چلی گئی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

وہ چلی گئی تو عصام اٹھ کر کیفے کے بیک ڈور تک آیا۔ دروازہ کھولا تو دروازے کے ساتھ کان لگا کر کھڑی ماہا اندر کی طرف گرتے گرتے بچی۔

"شرم تو نہیں آتی تمہیں؟" عصام نے آنکھیں سکیڑ کر اسے غصے سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"کیا کروں تمہاری صحبت میں رہ رہ کر تمہارا اثر ہو گیا ہے۔"اُس نے بتیسی دیکھاتے ہوئے کہا۔

"ریاض کہاں ہے؟"

"وہ چلا گیا کیونکہ اسے لگ رہا تھا کہ اگر اس نے یہاں میرے ساتھ کھڑے ہو کر تمہاری اور علینا کی باتیں سنیں تو قیامت کے دن اُس کی بخشش نہیں ہو گی۔"اُس نے فخریہ انداز میں کہا۔

"ویسے کیا کہہ رہی تھی وہ؟"وہ چمکتی ہوئی آنکھیں لیے اس سے پوچھ رہی تھی۔

"سب کچھ سن تو لیا ہے تم نے۔ پھر مجھ سے کیوں پوچھ رہی ہو؟"اب وہ اُکتا گیا تھا۔

"نہیں سنا میں نے کچھ بھی!"

"تو پھر یہاں کھڑی ہو کر جھک مار رہی تھیں تم؟"لہجے میں بیزاری تھی۔

"مجھے لگا تھا بیک ڈور سے سب سنائی دے گا لیکن کچھ بھی سنائی نہیں دیا۔" وہ برا سا منہ بنا کر کہہ رہی تھی۔ آخر کو اس کی حکمتِ عملی ناکام ہوئی تھی۔ "اب بتاؤ بھی کیا کہہ رہی تھی وہ؟"

"میرے عشق کو خیرات اور مجھے ایڈیٹ۔" بولتے ہوئے بُرا لگا تھا لیکن اب کیا ہی کیا جا سکتا تھا۔

ماہا ہنستی ہی چلی گئی۔ عصام جس کے چہرے پر اس وقت اُداسی کے سوا کچھ بھی نہیں تھا ہنس پڑا۔ کبھی کبھار جب دوست آپ کی بے عزتی پر ہنسیں تو اُنھیں روکیں نہیں بلکہ خود بھی ہنس لیں بے عزتی تھوڑی کم محسوس ہوتی ہے۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"بلکل صحیح کہہ کر گئی ہے وہ۔" وہ اپنی ہنسی کو قابو کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ عصام نے اسے گھور کر دیکھا۔

"کیا؟" اس نے اس کی گھوری کے جواب میں پوچھا۔

"تم میری دوست ہو یا اُس کی؟"

"ویسے آپس کی بات ہے۔ میرا دل تو کر رہا ہے کہ تمہیں چھوڑ کر اسے اپنی دوست بنا لوں۔ مطلب جس لڑکے پر ساری دنیا کی لڑکیاں مرتی ہیں، وہ اُس کی ہی کلاس لگا کر چلی گئی۔ کچھ تو بات ہے اس لڑکی میں!" وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"جو مرضی کر لو وہ تم سے ہر گز دوستی نہیں کرے گی!" عصام یوں بولا جیسے اُس نے ماہا کو کوئی یونیورسل ٹروتھ بتا دیا تھا۔

"کیوں؟" ماہا نے آنکھیں سکیڑ کر اُس کی طرف دیکھا۔

"کیونکہ وہ مجھے پسند نہیں کرتی ہے اور جو بھی مجھ سے جُڑا ہو گا وہ اسے بھی نا پسند کرے گی۔" اُسکے لہجے میں پھر سے اُداسی اتر آئی تھی۔

"وہ تمہارے ساتھ کمپیٹیشن کرنا چاہتی ہے نا؟" ماہا نے عصام کے لٹکے ہوئے چہرے کو دیکھ کر کہا۔

"تمہیں کیسے پتا؟" وہ حیرانی سے اُس کی طرف دیکھ رہا تھا۔

"مجھے پہلے ہی اندازہ ہو گیا تھا۔"اُس نے کندھے اچکاتے ہوئے کہنا شروع کیا۔"وہ لڑکی سب سے ڈفرنٹ ہے عصام! مجھے پہلے ہی پتا تھا کہ وہ تم سے کمپیٹیشن کرنے کی بات ہی کرے گی۔اُس کی باتوں سے لگتا ہے کہ اسے ہار کر اٹھنا آتا ہے۔ایسے لوگ اپنی عزت نفس پر کوئی کمپرومائز نہیں کرتے ہیں۔وہ ہارنا پسند کرے گی لیکن چیٹنگ؟ ہر گز نہیں!" وہ دائیں بائیں سر ہلاتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

"زندگی میں پہلی بار تم نے کوئی عقل کی بات کی ہے۔میری تو آنکھوں میں آنسو آ گئے!"وہ طنزیہ مسکراہٹ لیے کہہ رہا تھا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"اچھا۔ویسے تمہاری عقل کے بارے میں کیا خیال ہے؟ تمہارا 158+ آئی کیو لیول کیا گھاس چرنے چلا گیا تھا علینا کی باری میں؟ہاں؟"وہ طنز کر رہی تھی۔

"علینا کے معاملے میں میرا دماغ بند ہو جاتا ہے اور صرف دل کام کرنے لگتا ہے۔پھر یہ آئی کیو لیول میرے کسی کام کا نہیں رہتا۔"وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا۔چہرے کے دونوں اطراف گالوں میں پڑنے والے dimples واضح ہوئے تھے۔

"ویسے کیا سوچ کر تم نے یہ چھچھوری حرکت کی تھی؟ تمہیں کیا لگا تھا کہ اگر تم اس سے کم مارکس لوگے تو وہ تم سے امپریس ہو جائے گی؟"

"نہیں۔"

"تو پھر کیا سوچا تھا تم نے؟"

"پوری کلاس میں فرسٹ پوزیشن میرے سوا اور کوئی بھی سیکیور نہیں کر سکتا۔ تو میں نے سوچا کہ۔۔۔"

"تو تم نے سوچا کہ کیوں نہ کچھ مارکس کٹوا کر سیکنڈ پوزیشن پر آنے والی علینا کو اپنی فرسٹ پوزیشن تحفے میں دے دوں! واؤ!" ماہا نے اُس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"شاید تم صحیح تھیں ماہا! میں صرف اس کی اٹینشن حاصل کرنے کی کوشش کرنا چاہتا تھا۔ مجھے ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ اس سے صرف نقصان ہوا ہے مجھے۔ میرا امیج پہلے بھی اچھا نہیں تھا اس کے سامنے، اب مزید خراب ہو گیا ہے۔" اس نے ماہا کی طرف دیکھ کر کہا۔

ماہا کو وہ شرمندہ لگ رہا تھا۔

"اب تمہیں سمجھ آئی کہ ہم دونوں تمہیں کیوں منع کر رہے تھے؟ اگر تم علینا کو لے کر اتنے ہی سیریئس ہو تو اسے حاصل کرنے کی کوشش مت کرو۔ اسے پانے کے لیے محنت کرو۔" وہ سمجھانے والے انداز میں کہہ رہی تھی۔

"لیکن ماہا علینا کو لے کر میری intentions بُری نہیں ہیں۔" اس نے اپنے حق میں ایک دلیل دی تھی۔ ماہا مسکرائی۔

"یہ بات تم جانتے ہو۔ میں جانتی ہوں۔ ریاض جانتا ہے۔ لیکن وہ تو نہیں جانتی نا؟ اس کے لیے تو تم ایک اجنبی ہو نا! وہ تو نہیں جانتی نا کہ تم کیسے ہو؟ اگر تم اسے پسند کرتے ہو تو سب سے پہلے اپنے اور اس کے درمیان ٹرسٹ پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ جلدی مت کرو۔ Stay calm and let the things be the way they are" وہ مسکراتے ہوئے کہہ رہی تھی۔ عصام اس کی طرف دیکھ کر مسکرایا۔

****

ستمبر کا مہینہ آدھا بیت چکا تھا۔ ان دونوں ہوا میں نمی کا تناسب پہلے سے زیادہ ہوتا تھا اس لیے گرمی کی جگہ اب حبس نے لے لی تھی۔

عصام اور ریاض کا رخ اکاؤنٹنگ کی کلاس کی جانب تھا جب دونوں کے قدم ایک خالی کلاس سے آنے والی کچھ آوازوں پر زنجیر ہوئے۔ اُن دونوں کے قدم صرف ایک نام کی وجہ سے تھمے تھے۔ علینا ضرار۔ لڑکوں کا ایک گروپ تحقیر آمیز انداز میں معانی خیز مسکراہٹیں لیے علینا کے بارے میں بات کر رہا تھا۔ اُن میں سے ایک لڑکا حیدر مستجاب بھی تھا۔ بھوری آنکھیں اور وجیہہ نقوش رکھنے والا وہ لڑکا علینا کو گفتگو کا محور بنا کر بیٹھا تھا۔

"لیکن مجھے وہ لڑکی اس طرح کی لگتی تو نہیں ہے۔ معصوم اور سیدھی سی لگتی ہے۔" کمرے میں بیٹھا ایک لڑکا کہہ رہا تھا۔

"یہ مڈل کلاس کی لڑکیاں دکھنے میں ایسی ہی ہوتی ہیں۔ لیکن اصل میں اندر سے بہت چالاک ہوتی ہیں یہ! علینا بھی انہی لڑکیوں میں سے ایک ہے۔ انہیں اچھی طرح پتا ہوتا ہے کہ امیر لڑکوں کو کیسے قابو کرنا ہے۔" وہ تمسخر اڑانے والے انداز میں کہہ رہا تھا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

کلاس کے باہر کھڑے عصام کی کنپٹی اور بازوؤں کی رگیں اُبھری تھیں۔ آنکھوں میں خون اُترا ہوا لگ رہا تھا اور مٹھی بھینچ گئی تھی۔ ریاض اسے فکر مندی سے دیکھ رہا تھا۔

"حیدر بکواس کر رہا ہے۔ تم چلو یہاں سے۔" ریاض نے عصام کا بازو پکڑنا چاہا جسے اُس نے جھٹک دیا۔ اُس نے ریاض کی طرف دیکھا۔

"اگر یہ بکواس کر رہا ہے تو پھر بکواس کرنے کی سزا ابھی تو ملنی چاہیے نا؟" چہرے پر ایک معنی خیز مسکراہٹ اُبھری تھی۔ "تم چاہو تو جا سکتے ہو!" اُس نے کلاس میں بیٹھے ہوئے حیدر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں تمہیں یہاں اکیلا چھوڑ جاؤں تاکہ تم اسے جان سے ہی مار ڈالو! میرا دماغ ابھی ٹھکانے پر ہے۔" ریاض نے طنز کیا۔

"تو پھر خاموش کھڑے رہو۔" لہجہ تلخ تھا۔

"لیکن عصام کو تو ہم جانتے ہیں۔ وہ کوئی پلے بوائے نہیں ہے۔" گروپ میں بیٹھے ہوئے ایک اور لڑکے نے کہا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"تو مرد کو بدلنے میں کتنی ہی دیر لگتی ہے ؟اور جب سامنے علینا ضرار جیسی کوئی لڑکی ہو تو مرد کو تو بدلنے میں ایک لمحہ بھی نہیں لگے گا!"وہ ہنستے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"مجھے تو لگتا ہے کہ تم عصام سے جل رہے ہو۔اصل میں تمہیں علینا پسند ہے!"اُن میں سے ایک لڑکا معنی خیز مسکراہٹ کے ساتھ بولا۔

"اگر علینا مجھے پسند ہوتی نا تو عصام کی طرح یوں اُس کے آگے پیچھے نہ پھر رہا ہوتا۔"

"تو پھر کیا کرتے تم؟"

"اُس کا استعمال!علینا جیسی لڑکیاں اور ہوتی بھی کس لیے ہیں؟استعمال کرنے کے لیے ہی!مڈل کلاس کی لڑکیوں کا ہم ایلیٹ کلاس کے لڑکوں کے ساتھ کوئی جوڑ نہیں ہوتا۔"

اُس نے اپنی پینٹ کی جیب سے ایک ٹشو نکالا۔

"ایسی لڑکیاں ٹشو کی طرح ہوتی ہیں۔"اس نے ٹشو کو اُن سب لڑکوں کے سامنے لہرایا۔

"ٹشو کا استعمال کرو۔"اُس نے ٹشو کو مُٹھی میں دبایا اور جب مُٹھی کھولی تو وہ ٹشو سلوٹوں سے بھر چکا تھا۔"اور پھینک دو!"اُس نے ٹشو کو دور اچھال دیا۔"مڈل کلاس کی تھرڈ کلاس

کردار رکھنے والی لڑکی ہے وہ علینا ضرار۔ اُس کی اتنی اوقات کہاں کہ حیدر مستجاب اُس پر نظر بھی ڈالے۔" آخر میں اُس نے ایک قہقہہ لگایا تھا۔ عصام کا دل چاہا تھا کہ حیدر کی زبان کھینچ لے۔

لڑکوں کا وہ گروپ اب کمرے سے باہر آرہا تھا۔ سامنے عصام کو کھڑا دیکھ کر جیسے سب کو سانپ سونگھ گیا تھا۔ سب عصام پر نظریں جمائے ساکت کھڑے تھے۔ عصام کو اپنے سامنے کھڑا دیکھ کر حیدر کی روح تک کانپ گئی تھی۔ ایک دم سے ہوا کی کمی محسوس ہونے لگی۔ ماتھے پر پسینہ آنے لگا۔ وہ اُن لوگوں میں سے تھا جو آپ کی پیٹھ پیچھے صرف اس لیے بات کرتے ہیں کیونکہ آپ کے سامنے کھڑے ہو کر آپ کے ہی خلاف بات کرنے کی اُن میں ہمت نہیں ہوتی۔ اُس نے ابھی کچھ کہنے کے لیے لب کھولے ہی تھے کہ عصام انتہائی پرسکون انداز میں حیدر کی طرف چلتا ہوا آیا۔ اِرد گرد موجود سب لڑکے پیچھے کو ہٹ گئے۔ وہ حیدر کے بلکل سامنے آکر کھڑا ہوا۔ جس چہرے پر ابھی چند لمحوں پہلے شدید غصّہ تھا اب وہاں سنجیدگی نے جگہ لے لی تھی۔

نावلز کلب
Clubb of Quality Content

"عصام میں۔۔۔" وہ ابھی کچھ کہتا کے اس سے پہلے ہی ایک زناٹے دار تھپڑ کی آواز سارے میں گونجی تھی۔ سب کے منہ حیرانی سے کھل گئے تھے۔ تھپڑ اس قدر زوردار تھا کہ چہرے پر لال نشان پر گیا تھا۔

"یوbast۔۔۔" لفظ منہ میں ہی رہ گئے جب عصام نے اُس کی شرٹ کا کالر پکڑ کر اسے اپنے چہرے کے قریب کیا اور پھر بولنا شروع کیا۔

" بکواس بند!" لہجہ انتہائی سرد معلوم ہوتا تھا۔ "کیا کہہ رہے تھے تم؟ مڈل کلاس کی تھرڈ کلاس کردار رکھنے والی لڑکی؟ تو تم کیا ہو حیدر مستجاب؟ تمہاری حیثیت بھی تو ایلیٹ کلاس کے کسی کتے سے زیادہ نہیں ہے!" ایک لمحے کے لیے رک کر اس نے اپنی سرد نگاہیں حیدر پر مرکوز کیں اور پھر کہنے لگا۔

" آج کے بعد اگر میں نے تمہاری زبان سے علینا کا نام سنا یا تم نے اسے نظر اٹھا کر دیکھنے کی کوشش بھی کی تو میں تمہیں برباد کردوں گا!" لہجہ اس قدر سرد تھا کہ خوف کھایا جائے۔ اُس نے حقارت سے اسے دیکھتے ہوئے ایک جھٹکے سے کالر کو چھوڑا۔ ایک ایک کر کے وہ

سارے لڑکے موقع کا فائدہ اٹھا کر وہاں سے پہلے ہی نکل گئے تھے۔ حیدر کو کچھ دیر لگی یہ سمجھنے میں کہ اُس کے ساتھ ہوا کیا تھا۔ جب سمجھ آیا تو ایک چبھتی ہوئی نگاہ عصام پر ڈالی اور کہنے لگا۔

"یہ مت سوچنا کہ یہ بات یہیں ختم ہو گئی ہے عصام! میں پورا حساب لوں گا تم سے اپنی بے عزتی کا! یہ تھپڑ بہت مہنگا پڑے گا تمہیں عصام! Just wait and watch"وہ تلخی سے کہتا ہوا مڑا اور چلا گیا۔

"Bloody Bastard"عصام نے تندہی سے اسے جاتے ہوئے دیکھ کر کہا۔

وہ جانے کے لئے مڑا ہی تھا کہ ریاض نے ایک جھٹکے سے اُس کا بازو کھینچ کر اُس کا رخ اپنی طرف کیا۔

"کیا ہے؟"اُس نے سختی سے کہا۔

"آ گیا تمہیں سکون اسے اپنا اور علینا کا دشمن بنا کر؟ وہ اس تھپڑ کا بدلہ لے گا تم سے عصام!"وہ فکر مندی سے باور کرواتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"ہاں تو دیکھ لوں گا اسے بھی وقت آنے پر!" وہ بھی اتنے ہی تلخ لہجے میں بولا تھا۔

"میں تمہاری بات نہیں کر رہا ہوں۔ وہ تم سے بدلا ضرور لے گا لیکن تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا!" ریاض دائیں سے بائیں سر ہلاتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

اور یہاں عصام کو لگا کہ ایک لمحے کے لیے اُس کا دل بند ہوا تھا۔ ریاض اسکی بات نہیں کر رہا تھا وہ علینا کی بات کر رہا تھا۔

"وہ علینا کے ذریعہ تم سے بدلہ لے گا!"

"وقت آنے پر دیکھا جائے گا!" وہ یہ کہہ کر آگے بڑھ گیا۔ ریاض وہیں کھڑا افسوس سے سر ہلاتا رہ گیا۔

وہ ریاض سے جان چھڑانے کے لیے وہ سب کہہ تو آیا تھا لیکن اصل میں یہ سوچ کر کہ علینا کو اب حیدر سے خطرہ تھا اُس کا دل ڈوبا جا رہا تھا۔ یہ تم نے کیا کر دیا عصام؟ اب وہ خود کو کوس رہا تھا۔

ناولز کلب
Club of Quality Content

****

اُس دن جب عصام گھر آیا تو وہ شدید کوفت زدہ لگ رہا تھا۔ کسی سے کچھ بھی کہے بغیر وہ سیدھا اپنے کمرے میں چلا آیا۔ وہ بیڈ پر گرنے کے انداز سے لیٹ گیا۔ آنکھیں کمرے کی چھت پر موجود کسی غیر مرئی نقطے پر مرکوز تھیں۔ وہ عصام شہریار خان تھا۔ دنیا کے مطابق اُس کے پاس سب کچھ تھا۔ لیکن اُس کے دل کے مطابق اگر علینا اُس کی زندگی میں نہیں تھی تو اُس کے پاس کچھ بھی نہیں تھا۔ عصام نے جب بھی کسی چیز کو چاہا وہ اسے ملی۔ لیکن وہ یہ بات جانتا تھا کہ وہ کوئی چیز نہیں تھی جس کی خواہش کرنے پر وہ اسے مل جاتی۔

وہ اُن مردوں میں سے نہیں تھا جو عورت کی ناں کو نہیں سمجھتے تھے لیکن اُس کا دل علینا کی اپنی طرف بڑھتی ہوئی بے اعتنائی دیکھ کر دُکھتا تھا۔

ابھی وہ اپنی اسی سوچ میں ڈوبا کمرے کی چھت کو تک رہا تھا کہ دروازے پر دستک ہوئی۔

کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک پچاس سالہ مرد سرمئی رنگ کا سوٹ پہنے آنکھوں میں

فکر مندی لیے اندر داخل ہوا۔ اس عمر میں بھی شہریار خان کافی وجیہہ لگتے تھے۔ چہرے پر ایک رعب تھا جو اس عمر میں بھی انہیں دوسروں سے مختلف بناتا تھا۔

"عصام آکر ڈنر کرلو۔" لہجے میں نرمی تھی۔

"بھوک نہیں ہے ڈیڈ۔" وہ بے دھیانی میں بول گیا تھا۔ نظریں اب بھی چھت پر مرکوز تھیں۔ اسے شدید بھوک لگی تھی۔ آج یونیورسٹی میں بھی اُس نے کچھ نہیں کھایا تھا۔

"ٹھیک ہے۔ جیسی تمہاری مرضی۔" شہریار نے مزید کچھ بھی کہے بغیر دروازہ بند کیا اور واپس مڑ گئے۔

سیڑھیوں سے اتر کر وہ لاؤنج کے صوفے پر آکر بیٹھ گئے۔ پینٹ کی جیب سے موبائل نکالا اور اسکرین پر نظریں مرکوز کرلیں۔ ایک ادھیڑ عمر آدمی اُن کے سامنے آکر تابعداری سے ہاتھ باندھے کھڑا ہو گیا۔

"سر آپ ڈنر نہیں کریں گے؟"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

"نہیں۔" لہجہ سپاٹ تھا۔ وہ مڑنے لگا کہ شہریار کی آواز پر رک گیا۔ "لڑکی کا پتا کرواؤ شاہزیب۔" لہجہ کچھ بے بس سا تھا۔

"جی سر۔" اس نے تابعداری سے کہا۔ "کچھ اور سر؟"

"ہاں۔ ریفریجریٹر میں چیک کرواؤ، چاکلیٹ آئس کریم موجود ہے یا نہیں؟ عصام پر نظر رکھنا۔ اگر وہ آئس کریم کھائے تو ونیلا آئس کریم کا ایک چھوٹا باؤل میرے کمرے میں بھی بھجوا دینا۔" وہ اسکرین پر نظریں جمائے کہہ رہے تھے۔

"جی سر۔" شاہزیب سمجھ چکا تھا اس لیے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے مڑ گیا۔

عصام شہریار خان کی کل کائنات تھا۔ شاید ہی اس پوری دنیا میں کوئی باپ تھا جو اپنے بیٹے سے اتنا پیار کرتا تھا جتنا کہ شہریار خان اپنے بیٹے سے کرتے تھے۔ اُن کا ہنسنا رونا سب جیسے عصام کے ساتھ نتھی کر دیا گیا تھا۔ عصام کھانا نہیں کھائے گا تو اس کا مطلب تھا کہ شہریار بھی کھانا نہیں کھائیں گے۔ وہ یہ بات نہیں جانتا تھا کہ اگر وہ بھوکا رہتا تھا تو شہریار بھی بھوکے رہا کرتے تھے۔ یہ بات گھر والوں کے لیے بلکل بھی نئی نہیں تھی۔ سوائے۔۔۔ اس

Clubb of Quality Content

سرد مہری کے جو پچھلے چار مہینوں سے دونوں باپ بیٹے کے درمیان آگئی تھی۔ اس سرد مہری کا اس گھر میں کام کرنے والا کوئی بھی شخص عادی نہیں تھا خود شہریار اور عصام بھی نہیں۔ عصام خاموش تھا اور شہریار اس کی خاموشی کے ٹوٹنے کے منتظر تھے۔

****

رات کے تقریباً دو بج رہے تھے جب وہ خاموشی سے اپنے کمرے سے نکلا اور ڈبے قدموں کے ساتھ کچن کی طرف چل دیا۔ بکھرے ہوئے بالوں اور رف سے ٹراؤزر شرٹ میں ملبوس بھی وہ خاصا خوبصورت لگتا تھا۔ گلے کی چین میں وہ ویمنز ویڈنگ بینڈ ابھی بھی جھول رہا تھا۔ وہ اس چین کو کبھی بھی خود سے جدا نہیں کرتا تھا۔ اُس چین میں لٹکنے والا وہ بینڈ اسے اپنی سانسوں سے بھی زیادہ عزیز تھا۔

وہ ریفریجریٹر کی طرف آیا اور برفیلا خانہ کھولا۔ سامنے آئس کریم کے دو مختلف فلیورز کے ٹب پڑے تھے۔ چاکلیٹ اور ونیلا۔ اُس نے چاکلیٹ آئس کریم کا ٹب نکالا اور شیلف پر رکھ دیا۔ کیبنیٹ سے ایک باؤل، چمچ اور آئس کریم اسکوپر نکالا اور ٹب کا ڈھکن کھولا۔ گن کر

آئس کریم کے چار اسکوپ باؤل میں نکالے اور باؤل واپس فریزر میں رکھ دیا۔ پھر کچن شیلف کی طرف آیا۔ ٹب میں چمچ رکھا۔ ایک ہاتھ میں ٹب پکڑا اور دوسرا ہاتھ ٹراؤزر کی جیب میں ڈالا۔ موبائل باہر نکال کر اسکرین آن کی اور میسیجنگ کی ایپ کھولی۔ شاہزیب کے نام پر کلک کیا اور میسج ٹائپ کرنے لگا۔

"میری جاسوسی کرنا بند کرو شاہزیب۔" میسج ٹائپ کر کے سینڈ کا بٹن دبا دیا۔

کچن کے باہر کھڑے شاہ زیب کے چہرے پر میسج دیکھتے ہی مسکراہٹ آ گئی۔

"اور ہاں تمہارے حصے کی آئس کریم فریج میں رکھ دی ہے۔ کھا لو اور جا کر سکون سے سو جاؤ۔ گھر کے اندر تو میری جاسوسی کرنا چھوڑ دو!" میسج کے ساتھ ایک بیزار شکل والا ایموجی بھی بھیجا تھا۔

شاہ زیب عصام کا پرسنل باڈی گارڈ تھا۔ لیکن کبھی کبھار شہریار شاہ زیب سے اپنا کام بھی نکلوا لیتے تھے۔ اور کام نکلوانے سے یہاں مطلب ہے "عصام کی جاسوسی کروانا۔"

وہ موبائل واپس رکھنے لگا ہی تھا کہ کسی خیال کے تحت اُس نے واپس سے میسج ٹائپ کیا۔

"کیا ڈیڈ نے کھانا کھالیا؟" آنکھوں میں فکر سی تھی۔ جو بھی ہو وہ اُس کے ڈیڈ تھے۔ ناراضگی اپنی جگہ لیکن باپ کے لیے پیار اور فکر اپنی جگہ تھی۔

"نہیں۔ انہوں نے کھانا کھانے سے انکار کر دیا۔" جواب فوراً آیا تھا۔ وہ جھوٹ نہیں بول سکتا تھا۔

"کیوں؟ کیا ہوا؟ اُن کی طبیعت تو ٹھیک ہے نا؟" آنکھوں میں اضطراب اُبھرا تھا۔

"اُن کی طبیعت بلکل ٹھیک ہے۔ وہ ڈنر باہر دوستوں کے ساتھ کر کے آئے تھے۔ اس لیے کھانے سے منع کر دیا۔" لیکن وہ سچ بھی نہیں بول سکتا تھا۔

Clubb of Quality Content

عصام نے ایک سکون کی سانس خارج کی۔ اُس کی جان میں جان آئی تھی۔ دنیا میں صرف چار ہی وجود ایسے تھے جو اسے اپنی جان سے بھی زیادہ پیارے تھے۔ اُس کے ڈیڈ، وہ سلور ویمنز ویڈنگ بینڈ، عاہل مستجاب اور اب۔۔۔ علینا ضرار۔

"ٹھیک ہے۔" میسیج سینڈ کرنے کے بعد موبائل جیب میں ڈال کر وہ آئس کریم کا ٹب لیے اپنے کمرے کی طرف چل دیا۔ پیچھے کھڑا شاہزیب فریج میں رکھی چاکلیٹ آئس کریم کے

بارے میں سوچ کر خوش ہوا تھا۔ لیکن اس سے پہلے اسے فریج میں پڑی ہوئی اس ونیلا آئس کریم کو بھی اُس کی صحیح جگہ پہنچانا تھا۔

****

یہ کچھ دونوں بعد کا قصہ تھا۔ آج وہ دونوں اکاؤنٹنگ کی کلاس میں تھے۔ عصام کو ہمیشہ سے کلاس کی سب سے آخری رو میں بیٹھنا پسند تھا۔ لیکن جب سے علینا ضرار اُس کی زندگی میں آئی تھی، اُس نے اپنی یہ معصوم سی خواہش ترک کر دی تھی۔ وہ کلاس کی آخری رو کو ہمیشہ اُس کے لیے خالی چھوڑ دیا کرتا تھا۔ شاید اسے بھی عصام کی طرح آخری رو میں بیٹھنا پسند تھا۔ اب ہر کلاس کی آخری رو خالی ہوا کرتی تھی۔ نہ عصام وہاں بیٹھا کرتا تھا اور نہ ہی علینا۔ وہ علینا کے ساتھ بیٹھنے کے بجائے اس سے تھوڑا فاصلے پر بیٹھنے لگا تھا۔ اس دن کیفے میں اس سے بات کرنے کے بعد سے اس نے علینا سے تھوڑا فاصلہ اختیار کر لیا تھا۔ اسے اندازہ ہو رہا تھا کہ وہ اس کی باتوں کی وجہ سے پریشان ہو جاتی تھی۔ وہ کوئی انا پرست مرد نہ تھا جو اس کی بات پر اپنی انا کے ہاتھوں پاگل ہو جاتا، وہ سمجھدار تھا۔ ریاض اور ماہا بھی اسے سمجھا چکے تھے

اور کچھ خود بھی وہ احتیاط برتنے لگا تھا۔ وہ اس کی نظر سے بچ کر بس دور سے بیٹھا اسے تکتا رہتا تھا۔ آج بھی کلاس میں عصام ریاض اور ماہا کے ساتھ سیکنڈ لاسٹ رو میں بیٹھا تھا۔ اُس سے اگلی رو میں ہی علینا بیٹھی ہوئی تھی۔ علینا کی سیٹ ایسے زاویے پر تھی کہ کلاس روم کی کھڑکی اُس کے بلکل متوازی تھی۔ یہاں سے عصام بس اُس کی پشت کو دیکھ سکتا تھا۔ اور فلحال وہ اُس کی پشت پر بکھرے ہوئے سیاہ اور لمبے بالوں کو دیکھ رہا تھا۔ پروفیسر کا لیکچر جاری تھا جسے سب اسٹوڈنٹس توجہ کے ساتھ سن رہے تھے۔ عصام کا دھیان نہ تو لیکچر پر تھا اور نہ ہی پروفیسر پر۔ اُسکا دھیان اپنے سامنے بیٹھی ہوئی لڑکی اور اُس کے خوبصورت بالوں پر تھا۔

نیلے اور سفید رنگ کے امتزاج کی شلوار قمیض اور گلے میں اسکارف کی صورت میں نیلا دوپٹہ پہنے، کانوں میں سفید رنگ کے چھوٹے سے جھمکے اور بالوں کو کھلا چھوڑے وہ ہمیشہ کی طرح بلا کی حسین لگ رہی تھی۔ وہ پوری توجہ سے لیکچر کو سن رہی تھی۔

کھڑکی سے باہر کا منظر نظر آتا تھا۔ باہر تیز بارش ہو رہی تھی۔ یہ دوپہر کا وقت تھا لیکن پھر بھی آسمان کالے سیاہ بادلوں سے مکمل طور پر ڈھکا ہوا تھا۔ عصام اب بھی ہنوز اُس کی پشت

پر بکھرے ہوئے بالوں کو محویت سے دیکھ رہا تھا۔ ماہا نے عصام کی طرف دیکھا اور پھر اپنے سامنے پڑے لیپ ٹاپ پر میسیجنگ کی ایپ کھولی۔ ایک میسیج ٹائپ کرنے کے بعد سینڈ کا بٹن دبا دیا۔ فوراً ہی ساتھ بیٹھے ریاض کے لیپ ٹاپ کی سکرین پر ایک نوٹیفکیشن اُبھرا۔ اُس نے میسیج کھولا۔

"اس کا دماغی توازن تو ٹھیک ہے نا؟"

"میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔" ریاض نے میسیج ٹائپ کر کے بھیجا۔

"اسے ہوا کیا ہے؟" وہ دونوں اب ایک دوسرے کو میسیجز بھیج رہے تھے۔

"عشق!" ریاض کے چہرے پر مسکراہٹ اُبھری۔

ماہا نے حیرانی کے ساتھ پہلے عصام کی طرف دیکھا جو اب بھی علینا کو دیکھ رہا تھا اور پھر ریاض کی طرف دیکھا۔ ریاض اُس کے کان کے پاس جھکا اور پھر سرگوشی کی مانند آواز ہلکی کرتے ہوئے کہنے لگا۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"کیا تم نے آج تک کبھی عصام کو کسی لڑکی کو یوں محویت سے دیکھتے پایا ہے؟"ماہا اس کی طرف دیکھ کر ہلکا سا مسکرائی اور پھر وہ دونوں دوبارہ لیکچر سننے لگ گئے۔ پروفیسر کی نظر اچانک عصام پر پڑی تو ماتھے پر شکنیں ظاہر ہوئیں۔

"آپ باہر کیا دیکھ رہے ہیں؟"کوئی بھی اگر عصام کو اس زاویے سے دیکھتا جہاں پروفیسر کھڑے تھے تو یہی لگتا کہ وہ کھڑکی سے باہر دیکھ رہا ہے۔ ریاض ماہا کے کان کے پاس جھکا۔

"شو شروع ہونے والا ہے۔ انجوائے!"ریاض اور ماہا دونوں کے چہرے پر بیک وقت مسکراہٹ اُبھری تھی۔

عصام نے اپنا چہرہ پروفیسر کی طرف موڑا۔ سیٹ سے کھڑا ہوا اور انتہائی باادب انداز میں کہا۔

"سر۔۔۔ نظارہ!" کلاس میں بہت سے قہقہوں کی آواز گونجی تھی۔ ماہا اور ریاض بھی ہنسے تھے۔

"اچھا۔ ذرا ہمیں بھی نظارے کے بارے میں بتائیں۔ ہمیں بھی تو پتا چلے کہ آپ کیا نظارہ دیکھ رہے تھے؟" لہجے میں طنز تھا۔ علینا کے چہرے پر اُکتاہٹ ظاہر ہوئی تھی اور عصام کے چہرے پر مسکراہٹ۔

"باہر سیاہ رنگ چھا چکا ہے۔"

(اس کی نظروں کا محور صرف اس کے لمبے سیاہ بال تھے۔)

"لوگوں کو سیاہ رنگ کچھ زیادہ پسند نہیں آتا کیونکہ وہ اس رنگ کو ہر بری چیز سے جوڑتے ہیں مگر مجھے اس سیاہ رنگ کی قُربت پسند ہے۔" (اسے اس کے بال بہت خوبصورت لگے تھے اور ان بالوں کے متعلق اس کی ایک خواہش تھی۔)

اُس نے بولنا شروع کیا تو علینا بھی محویت سے اسے سننے لگی۔ اس کی صرف آنکھیں ہی سحر طاری نہیں کرتی تھیں، اس کی آواز میں بھی سحر تھا۔ یا شاید وہ خود ہی ایک ساحر تھا؟ علینا کے لیے فیصلہ کرنا مشکل تھا۔

"لیکن مجھے اس سیاہ رنگ سے زیادہ کسی اور رنگ کے اُبھر کر بکھرنے کا انتظار ہے۔"

(اسے کُہربا رنگ آج تک کبھی اتنا خوبصورت رنگ نہیں لگا۔ اتنا دلکش۔ اتنا پُرکشش۔ فقط آج تک۔)

"مجھے آسمان کی اوڑھی ہوئی اس سیاہ چادر کے ہٹنے اور سورج کی کہربا شعاؤں کا سارے ماحول کو خوشگوار بنا دینے کا انتظار ہے۔"

(اسے اس کے پلٹ کر دیکھنے کا انتظار تھا۔)

"میں انتظار میں ہوں کہ سیاہ رنگ کی جگہ کہربا رنگ میرے دل کو قرار پہنچائے۔"

(یہ رنگ نہیں ہے۔ یہ سکون ہے۔)

وہ نرم لہجے میں کہہ رہا تھا۔ نا جانے کیوں علینا کو کچھ عجیب لگا تھا۔ پوری کلاس خاموش ہو چکی تھی۔ جب عصام بولتا تھا تو سب سنتے تھے یوں جیسے اسے سننا فرض کر دیا گیا ہو۔

"ایک کام کرو۔۔۔ اکاؤنٹنگ کی کلاس کی جگہ اردو ادب کی کلاس میں جا کر بیٹھو!" لہجہ سخت تھا۔

Clubb of Quality Content

"سر۔ اب اگر آپ اکاؤنٹنگ کا سوال پوچھنے کے بجائے مجھ سے کہیں گے کہ عصام نظیر اکبر آبادی بن کر بارش کو بیان کرو تو میں اور کیا ہی کر سکتا ہوں پھر؟" چہرے پر مسکراہٹ اُبھری تھی۔

"بیان تو بیٹا تم نے آبادی کے بجائے غالب کی طرح کیا ہے؟"

پوری کلاس ہنس پڑی تھی۔ علینا بھی ہلکا سا ہنس دی تھی۔ وہ اس یونیورسٹی میں آنے کے بعد سے پہلی بار ہنسی تھی۔ احساس ہونے پر اُس نے اپنا چہرا پہلے کی طرح سنجیدہ کر لیا۔

"سر میرے بیان کردہ احساسات کو غالب کے احساسات سے ملا کر آپ میرے محبوب کی بے عزتی کر رہے ہیں اور میں اپنے محبوب کی بے عزتی برداشت نہیں کروں گا!" وہ ڈرامائی انداز میں کہہ رہا تھا۔

"اور میں بھی یہ ہرگز برداشت نہیں کروں گا کہ میری اکاؤنٹنگ کی کلاس میں بیٹھ کر تم وائٹ بورڈ پر دیکھنے کے بجائے باہر کے نظاروں کو دیکھتے ہوئے رومانس کرنے لگو۔"

کلاس میں ایک بار پھر قہقہوں کی آوازیں بلند ہوئی تھیں۔

"Enough class!"

پروفیسر کا لہجہ تلخ ہوا تھا۔ پھر عصام کی طرف دیکھ کر کہنے لگے۔

"بیٹھ جاؤ اور اپنی حرکتیں سُدھارو جناب ورنہ ہماری اگلی ملاقات ڈین کے آفس میں ہوگی وہ بھی آپ کے والدِ گرامی کے ساتھ!"

"جی سر۔" وہ تابعداری سے کہتا ہوا واپس بیٹھ گیا۔

ریاض اور ماہا نے بیک وقت عصام کی طرف دیکھا۔ ریاض اور ماہا آنکھوں میں تنبیہ لیے اسے دیکھ رہے تھے۔ اس پر کوئی اثر نہ ہوا تھا۔ وہ اب بھی مسکرا رہا تھا۔

علینا بس ایک ہی بات سوچ رہی تھی۔ "کیا وہ اُس کی آنکھوں کے بارے میں بات کر رہا تھا؟" اسے عصام کی اس حرکت پر غصّہ چڑھا تھا۔ دل چاہتا تھا کہ اٹھ کر جائے اور اسے کچھ سنا کر آئے لیکن وہ ضبط کیے بیٹھی رہی۔

****

آج کا دن قدرے ٹھنڈا تھا۔ ہوا میں ہلکی ہلکی سے خنکی تھی۔ آج اکاؤنٹنگ کی کلاس میں وہ وہیں کھڑکی کے پاس بیٹھی تھی۔ بلکل عین وہاں جہاں عصام اسے دیکھ سکتا تھا اور وہ اُس کی پچھلی رو میں بیٹھا اس وقت اسے دیکھ ہی دیکھ رہا تھا۔ اُس نے سیاہ کڑھائی والا سفید کُرتا اور سفید چوری دار پاجامہ پہنا ہوا تھا۔ اپنے ازلی انداز میں دوپٹہ گلے میں اسکارف کی صورت میں لپیٹا ہوا تھا۔ کانوں میں چھوٹے سے جھمکے پہنے، آنکھوں میں سیاہ کاجل لگائے اور بالوں کو ڈھیلے جوڑے میں باندھ رکھا تھا۔ بالوں کی کچھ لٹیں چہرے پر آتی تھیں جنہیں وہ کانوں کے پیچھے اڑس لیتی۔ وہ روزانہ یونیورسٹی آنے کے لیے اسی طرح سادہ سا تیار ہوا کرتی تھی۔

ابھی کلاس کے شروع ہونے میں کچھ وقت باقی تھا۔ وہ آج بھی ماہا اور ریاض کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا لیکن دماغ، دل اور نظریں صرف علینا پر مرکوز تھیں۔

"یار مجھے نہیں پتا! مجھے علینا سے دوستی کرنی ہے!" کچھ دنوں سے نیل پینٹس کو چھوڑ کر ماہا کو ایک نیا شوق چڑھا تھا۔

"کیوں؟" ریاض نے بیزاری سے اُس کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

" کیونکہ مجھے وہ لڑکی اچھی لگی ہے۔ دل کہتا ہے ماہا اس سے دوستی کرو! اور کیا آج تک ایسا ہوا ہے کہ میں نے اپنے دل کی نہ سنی ہو؟" وہ ریاض کی طرف دیکھ کر مسکرائی۔

" آج تک اپنے دل کی سنتی آئی ہو اسی لیے یہ حال ہے!" اُس نے ریاض کی طرف باقاعدہ لعنت بھیجنے والے انداز میں دیکھا۔ پھر بیگ ہاتھ میں پکڑ کر سیٹ سے اٹھ کھڑی ہوئی۔

"اب کہاں چل دیں تم؟"

"اپنے دل کی سننے!" اُس کا رخ اب علینا کی طرف تھا۔

ریاض نے عصام کی طرف دیکھا جو علینا میں بلکل محو سا ہوا دنیا سے بیگانہ بیٹھا تھا۔ ریاض نے ناگواری سے پہلو بدلا۔

"ایک کو علینا سے عشق کرنا ہے اور دوسری کو اُس سے دوستی۔ تو پھر میں کیا کروں؟ جاب چھوڑ دوں؟ میں یہاں کیوں بیٹھا ہوں پھر؟" ریاض کے تو جیسے سر سے لگی تو تلووں میں بجھی۔

ماہا اب علینا کے سامنے کھڑی تھی۔ علینا کا ماہا کی طرف دھیان نہ تھا۔ وہ اپنے بیگ میں ہاتھ ڈالے کچھ ڈھونڈ رہی تھی۔

"میں یہاں بیٹھ جاؤں؟" وہ مسکراتے ہوئے علینا کے ساتھ موجود خالی سیٹ کو دیکھتے ہوئے پوچھ رہی تھی۔

"تمہیں سیٹ خالی نظر آ رہی ہے؟" وہ ابھی بھی اپنے بیگ میں کچھ ڈھونڈ رہی تھی۔

"آ۔۔۔ہاں۔" اُس نے گڑبڑاتے ہوئے کہا۔

علینا نے ماہا کی طرف دیکھا۔ آنکھیں سپاٹ تھیں۔ "تو پھر بیٹھ جاؤ!"

"ہاؤ روڈ!" ماہا نے بری سی شکل بناتے ہوئے سوچا۔ "چلو کم از کم اُس نے اپنے ساتھ بیٹھنے سے منع تو نہیں کیا نا! دوستی کا آغاز ہمیشہ خراب ہی ہوتا ہے۔ لیکن پھر سب ٹھیک ہو جاتا ہے۔"

پیچھے بیٹھے عصام کی نظریں اب بھی علینا پر مرکوز تھیں اور ریاض۔۔۔وہ اُن تینوں سے تنگ آکر اب انسٹاگرام کھول کر بیٹھ گیا تھا۔

****

علینا آج لائبریری میں بیٹھی کتاب کا مطالعہ کر رہی تھی جب اسے اپنے پاس کسی کے ہونے کا احساس ہوا۔اُس نے کتاب سے نظر ہٹا کر اوپر دیکھا۔ماہا اُس کے سامنے مسکراتے ہوئے کھڑی تھی۔

"تم کب سے یہاں پر کھڑی ہو؟"لہجے میں اُکتاہٹ واضح تھی۔

"تم کتاب بہت غور سے پڑھ رہی تھیں۔اس لیے میں نے سوچا کہ تمہیں ڈسٹرب نہ کروں!"ماہا دھیمی آواز میں کہتی ہوئی آگے آئی اور علینا کے سامنے کرسی کھینچ کر بیٹھ گئی۔

"تمہیں مجھ سے کوئی کام تھا؟"علینا نے جیسے ناک سے مکھی اُڑائی۔

"ہاں۔ایک کام تھا۔"وہ آگے کو ہو کر بیٹھی۔ہاتھ اُس کی طرف بڑھایا۔

"تم سے دوستی کرنی تھی۔"اُس کے چہرے پر ایک بھرپور مسکراہٹ تھی۔ علینا نے پہلے اُس کے ہاتھ کی طرف دیکھا اور پھر ماہا کی طرف۔

"مجھے دوستوں کی ضرورت نہیں ہے۔ شکریہ۔" لہجہ سپاٹ تھا۔

ماہا نے اپنا ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ مسکراہٹ پھیکی پڑ گئی۔

"دوستوں کی ضرورت کسی کو بھی نہیں ہوتی ہے علینا۔ لیکن۔۔۔ خوشی اور دکھ کے موقع پر ہنسنے اور رونے کے لیے کسی کے ساتھ کی ضرورت سب ہی کو ہوتی ہے۔" لہجے میں کسی اُمید کے ٹوٹنے کی آواز تھی۔

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

ماہا اٹھی اور وہاں سے چلی گئی۔ پیچھے بیٹھی علینا نے اُس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔ وہاں تکلیف تھی۔ اُداسی تھی۔

علینا کا دل ڈوبا تھا۔ "تمہیں اُس کے ساتھ یوں پیش نہیں آنا چاہیے تھا علینا!"اُس نے خود کو ملامت کی۔

****

آج پچھلے کچھ دونوں کے مقابلے میں گرمی زیادہ تھی اور کچھ دیر بعد یونیورسٹی کا درجہ حرارت میں بڑھنے والا تھا۔ وہ ہاتھوں میں کتابیں پکڑے کندھے پر بیگ لٹکائے راہداری میں آگے بڑھ رہی تھی۔ اسے اپنے سامنے سے انوشے اور اُس کی کچھ چیلیاں آتی دکھائی دیں۔ انوشے کی نظر علینا پر پڑی تو چہرے پر ڈھیروں ناگواری اتر آئی۔ علینا اُس کے قریب پہنچی ہی تھی جب انوشے نے علینا کے راستے میں اپنی ٹانگ اڑائی۔ انوشے آگے بڑھ گئی لیکن وہ بہت زور سے زمین پر گری تھی۔ کتابیں بھی زمین پر بکھر گئی تھیں۔ زبان سے سس کی آواز نکلی تھی۔ راہداری میں موجود لوگوں نے یہ تماشا دیکھا تھا لیکن کوئی اُس کی مدد کو نہ آیا تھا۔ کہیں پر قہقہے بلند ہوئے تھے تو کوئی استہزائیہ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"انسان کو دیکھ کر چلنا چاہیے۔" پیچھے سے انوشے کی آواز بلند ہوئی تھی۔ اور پھر قہقہہ۔

اسے شدید غصّہ آیا تھا۔ وہ اٹھی اور ابھی پیچھے پلٹنے ہی والی تھی کہ اسے کسی کے گرنے کی آواز آئی۔ اُس نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو انوشے اوندھے منہ زمین پر گری ہوئی تھی۔ ایک دم سامنے سے ماہا اُس کی طرف بھاگتے ہوئے آئی۔

"بھاگو!" اُس نے بلند آواز میں کہا۔

"ارے میری بُکس!" ماہا بھاگی اور جلدی سے اُس کی کتابیں اٹھا کر اسے پکڑائیں۔ علینا نے اپنا بیگ کندھے پر ڈالا۔ ماہا نے اُس کا ہاتھ پکڑا۔

"جتنا تیز بھاگ سکتی ہو اتنا تیز بھاگنا!" ماہا نے اُس کا ہاتھ پکڑا اور تیزی سے بھاگنے لگی۔ علینا اُس کے ساتھ ہی بجلی کی رفتار سے بھاگ رہی تھی۔ سب کچھ اُس کی سمجھ سے باہر تھا۔ وہ بس بھاگ رہی تھی۔ دونوں یونیورسٹی کے پچھلے حصے میں ایک خالی ایریا میں آ کر رکی تھیں۔

علینا نے اپنا ہاتھ ماہا کے ہاتھ سے نکالا۔

"اب بتاؤ۔ ہم۔۔۔ بھاگ۔۔۔ کیوں۔۔۔ رہے تھے؟" وہ ہانپتے ہوئے بول رہی تھی۔

Clubb of Quality Content!

"ایک۔۔۔منٹ!"ماہا گھٹنوں پر ہاتھ رکھے سانس لے رہی تھی۔سانس بحال کرنے کے بعد وہ سیدھی ہوئی اور بولی۔

"کیونکہ اگر ہم وہاں پر رکتے تو انوشے ہم دونوں کی بینڈ بجادیتی!"وہ اب بھی ہانپ رہی تھی۔

"تم نے انوشے کو گرایا؟لیکن کیوں؟"علینا کی آنکھیں حیرانی سے کھل گئیں۔

"کیونکہ اُس نے تمہیں گرایا۔اور مجھے یہ بہت برا لگا!اسے ایسا کرنے کی سزا ملنی چاہیے تھی اس لیے میں نے ایسا کیا!"ماہا نے کندھے اُچکاتے ہوئے کہا۔

"اور اگر اُس نے تمہاری شکایت ایڈمنسٹریشن سے کردی تو؟"وہ سچ میں پریشان ہو گئی تھی۔

"اتنی ہمت نہیں ہے اُس میں!ارے اس کے ابّا کی یونیورسٹی ہے کہ جو دل میں آئے گا وہ کرے گی!"ماہا کو اب غصّہ چڑھ گیا تھا۔

"یونیورسٹی تو تمہارے ابّا کی بھی نہیں ہے یہ!"اس نے طنز کیا۔

"میرے ابّا کی نہ سہی۔ دوست کے ابّا کی تو ہے نا!" چہرے پر ایک معنی خیز مسکراہٹ اُبھری تھی۔ اُس کے چہرے پر وہ معنی خیز مسکراہٹ دیکھ کر علینا کی ایسی ہنسی نکلی کے پھر رکی ہی نہیں۔ ماہا بھی اسے ہنستا دیکھ کر ہنسنے لگی۔

"ویسے آپس کی بات ہے۔ مزا بہت آیا یہ سب کر کے!" علینا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مجھے زیادہ مزا انوشے کو گرا کر آیا!" وہ اب بھی ہنس رہی تھی۔

ماہا نے علینا کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا۔ علینا نے پہلے ہاتھ کی طرف دیکھا اور پھر ماہا کی طرف۔

اس بار وہ دوستی کی طرف بڑھائے ہوئے اس ہاتھ کو تھام لے گی۔ اُس نے دل ہی دل میں خود سے وعدہ کیا تھا لیکن ایک سوال پوچھنے کا حق اسے ضرور تھا۔

"تمہیں مجھ سے دوستی کیوں کرنی ہے؟" وہ آنکھوں میں تجسس لیے اسے دیکھ رہی تھی۔

"کیونکہ میرے دل نے کہا ہے!" وہ چہرے پر مسکراہٹ لیے کہہ رہی تھی۔ ہاتھ ابھی بھی ہوا میں معلق تھا۔

"دل غلطیاں کرواتا ہے!"

"غلطیاں کرنے کے لیے ہی ہوتی ہیں۔"

"غلطیاں کرنے سے نقصان ہوتا ہے!"

"ہر نقصان کی کوئی نہ کوئی بھرپائی ہو ہی جاتی ہے۔"

"نقصان ہونے پر اپنے غلطیوں پر پچھتاوا ہوتا ہے!"

"پچھتاوے کی جگہ مداوا کرنا چاہیے۔"

ناولز کلب
Clubb of Quality Content

"دل ٹوٹ جاتا ہے!"

"دل جوڑنے کے لیے اللہ موجود ہے تو سہی۔"

ماہا کا ہر جواب اسے لاجواب کرتا جارہا تھا۔ لیکن مطمئن وہ ابھی بھی نہیں تھی۔

"تم میری بات سمجھ نہیں رہی ہو ماہا! میں ایک بہت ہی بورنگ لڑکی ہوں! یونیورسٹی کی باقی لڑکیوں کی طرح زندگی نہیں ہے میری۔ میں سادہ ہوں اور ہر چیز سادہ ہی پسند ہے مجھے۔ تم بہت جلدی اُکتا جاؤ گی مجھ سے یار!" وہ جھنجھلا گئی تھی۔

"اچھا۔ چلو پھر بتاؤ یونیورسٹی کی باقی لڑکیوں میں اور تم میں کیا فرق ہے؟" وہ اب کمر پر ہاتھ رکھے اسے غور سے دیکھ رہی تھی۔

"مجھے gossips پسند نہیں ہیں۔"

"گڈ مجھے بھی نہیں پسند! آگے!" اس نے ہاتھ گھما کر اشارہ کیا۔

"مجھے یہ concerts وغیرہ پسند نہیں ہیں۔"

"ویری گڈ۔ عصام کے ساتھ رہ رہ کر اب مجھے اور ریاض کو بھی concerts وغیرہ نہیں پسند!"

"مجھے ہر وقت سوشل میڈیا پر پکچرز اور ویڈیوز پوسٹ کرنا پسند نہیں ہے۔"

"میں بھی نہیں کرتی۔ پرائیویسی یو نو!"

"مجھے کتابیں پسند ہیں۔"

"فکر مت کرو۔ ایک ایسا نمونہ ہمارے گروپ میں بھی ہے۔" ذہن میں عصام کی کتاب پڑھتی ہوئی شکل آئی تھی۔

"میں یہ friends with benefits والی لڑکیوں میں سے نہیں ہوں۔"

"میں بھی نہیں ہوں۔ اور اگر تمہیں عصام اور ریاض کو میرے ساتھ دیکھ کر کوئی غلط فہمی ہو رہی ہے تو چلو یہ بھی ختم کر دیتی ہوں۔ ایک بلکل میرے بھائیوں جیسا ہے اور دوسرا میرا شوہر ہے۔ ریاض اور میں کزنز ہیں۔ ہمارا نکاح ہو چکا ہے لیکن رخصتی کا انتظار ابھی بھی جاری ہے۔ میں اور ریاض عصام کے بچپن کے دوست ہیں۔ اس لیے ہر وقت ساتھ نظر آتے ہیں۔" علینا کو اپنی بات پر اب شرمندگی ہوئی تھی۔

"سوری۔" اس نے شرمندہ سے لہجے میں کہا تھا۔

"اٹس اوکے۔"وہ مسکرائی۔"تم آگے بتاؤ!"

"مجھے ایلیٹ کلاس کی یہ ہاؤس پارٹیز بھی پسند نہیں۔"

"تمہیں پتا ہے۔عصام اس معاملہ میں بہت سخت ہے۔ہاؤس پارٹی تو چھوڑو۔کسی فیمیل فرینڈ کی برتھ ڈے پارٹی میں بھی نہیں جانے دیتا مجھے۔میرے ساتھ تو بلکل بڑے بھائیوں کی طرح بی ہیو کرتا ہے وہ۔"اور ماہا اپنی عصام کتھا سنانے لگ گئی تھی۔

"اور۔۔۔اور۔۔۔اور۔۔۔"وہ اب چپ ہو گئی۔اُس کے پاس کوئی جواز ہی نہیں بچا تھا۔

"ہمارے مشترک خصوصیات رکھنے والے قبیلے میں تمہیں خوش آمدید!اب تو ہاتھ ملا لو۔ میرا ہاتھ ٹوٹ جائے گا!"علینا نے ہنستے ہوئے اُسکا ہاتھ تھام لیا۔

"فرینڈز؟"ماہا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"فرینڈز!"علینا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

****

یہ کچھ دنوں بعد کا واقعہ ہے۔ یونیورسٹی کی چھٹی کا وقت تھا۔ ماہا اور ریاض یونیورسٹی کے گیٹ کے پاس دیوار سے ٹیک لگائے کھڑے تھے۔ دونوں کے چہروں پر پریشانی تھی۔ اُنہیں جس کا انتظار تھا وہ سامنے سے آتا دکھائی دے رہا تھا۔ عصام اُن کے قریب آ کر رکا۔ باری باری دونوں کا چہرہ دیکھا۔

"تم دونوں کے چہروں پر بارہ کیوں بجے ہیں؟ کہیں ماہا نے رخصتی سے انکار تو نہیں کر دیا ریاض؟" عصام تپا دینے والی مسکراہٹ لیے ریاض کی طرف دیکھتا پوچھ رہا تھا۔

"ہم سیریئس ہیں عصام!" ماہا تپ ہی تو گئی تھی۔ یہ سنتے ساتھ ہی عصام ہنسنے لگا۔ وہ بس ہنستا ہی چلا گیا۔ پھر رُک کر اُن دونوں کے چہروں کو دیکھا۔ دونوں کے چہروں پر پریشانی تھی۔ عصام کی بتیسی اندر چلی گئی۔

"اوکے۔ ہنسنا نہیں تھا۔ یعنی سچ میں تم دونوں سیریئس ہو۔ پھر چلو بات کرتے ہیں۔"

اب وہ تینوں یونیورسٹی سے کچھ فاصلے پر ایک کیفے میں بیٹھے ہوئے تھے یوں کہ ماہا اور ریاض عصام کے بلکل سامنے تھے۔

"اب بولو کیا بات کرنی ہے۔"وہ کرسی کے ساتھ ٹیک لگائے آرام سے کہہ رہا تھا۔

"یونیورسٹی میں ایک پرابلم ہے۔۔۔"ابھی ماہا مزید کچھ کہتی کہ عصام اٹھ کھڑا ہوا۔

"نو تھینکس۔مجھے دور رکھو ان پرابلمز سے۔اور اگر زیادہ مسئلہ ہے تو یونیورسٹی ایڈ منسٹریشن کے پاس جاؤ!"وہ جان چھڑانے والے انداز میں کہہ رہا تھا۔

"لیکن کیوں؟"ماہا کی آواز میں ناگواری تھی۔

"کیونکہ میرے پاس یونیورسٹی کے پرابلمز کو سالو کرنے سے بھی زیادہ اہم کام ہے۔"وہ تیزی سے بولا تھا۔

"جیسے کہ؟"اب کی بار ریاض بولا تھا۔

"جیسے کہ مجھے گھر جا کر شیشے کے سامنے کھڑے ہو کر روزانہ اپنے حسن کی تعریف کرنی ہوتی ہے یار!پتا بھی ہے۔۔۔ کتنا مشکل کام ہوتا ہے یہ؟اگر میرے دل کو میری کی گئی تعریف

بری لگی تو خود سے ناراض ہونا پڑتا ہے اور پھر خود کو ہی منانا پڑتا ہے۔ بہت محنت والا کام ہے یہ!" وہ مزے سے بولے جا رہا تھا اور ریاض اور ماہا کو مجبوراً اسے سننا پر رہا تھا۔

ماہا نے بے اختیار اپنا ماتھا چھوا تھا۔ سیلف آبسیسڈ انسان!

"کیا تمہارا یہ کام کسی لڑکی کی عزت سے بھی زیادہ اہم ہے؟" ماہا کے لہجے میں ناگواری تھی۔

"کیا ہوا ہے؟" وہ واپس کرسی پر بیٹھ گیا۔ ایک لمحے میں ہی اُس کے تاثرات بدلے تھے۔ آنکھوں میں پریشانی در آئی تھی۔ ماہا آگے کو ہو کر بیٹھی۔ "پروفیسر خالد حبیب کے بارے میں جانتے ہو؟"

"یہ وہی statistics والے پروفیسر ہیں نا؟"

"ہاں۔"

"قسم سے بڑے ہی برے لگتے ہیں مجھے۔ خبطی قسم کے لگتے ہیں مجھے تو۔" عصام اصل بات سے بے خبر بولے جا رہا تھا۔ "ہوا کیا ہے؟"

"مجھے پروفیسر خالد حبیب کے بارے میں یونیورسٹی کی بہت سی لڑکیوں سے ایک بات پتا چلی ہے۔ایک لڑکی نے تو خود مجھ سے مدد مانگی ہے۔ تم سے یہ بات اس لیے کر رہی ہوں کیونکہ تمہارے ڈیڈ اس یونیورسٹی کے فاؤنڈر ہیں۔پروفیسر خالد حبیب ہماری کلاس کی اور یونیورسٹی کی دیگر بہت سی کلاسز کی لڑکیوں کو جنسی طور پر ہراساں کر رہے ہیں۔"

"واٹ؟"عصام بے حد حیران ہوا تھا۔

"وہ یونیورسٹی کے بورڈ آف ڈائریکٹرز میں سے ایک ہیں اس لیے اپنی پوزیشن کا غلط فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ صرف اتنا ہی نہیں جن لڑکیوں کا تعلق مڈل کلاس گھرانے سے ہے وہ فیل ہونے کے ڈر سے پروفیسر کی بات ماننے پر مجبور ہیں۔ آسان لفظوں میں جتنے زیادہ sexual favors اتنے ہی اچھے مارکس۔۔۔ تمہیں پتا ہے یونیورسٹی کی لڑکیوں نے مجھ سے ہی مدد کیوں مانگی؟"وہ عصام کی طرف دیکھتے ہوئے ایک آس سے کہہ رہی تھی۔

عصام نے نفی میں سر ہلایا۔

novelsclubb@gmail
www.novelsclubb.com
IG: @novelsclubb

"کیونکہ تم شہریار خان کے بیٹے ہو۔ جو کوئی نہیں کر سکتا وہ تم کر سکتے ہو عصام! تم اپنے ڈیڈ سے بات کر سکتے ہو!"اُس کی آواز میں ایک اُمید تھی۔

"دیکھو ماہا میں ڈیڈ سے بات کر سکتا ہوں لیکن انہیں پروفیسر کے خلاف کوئی بھی کارروائی کرنے پر کنوینس نہیں کر سکتا ہوں۔ اور وجہ تم جانتی ہو۔ ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔ اگر ہم ایڈ مینسٹریشن کے پاس بھی جاتے ہیں تو سب سے پہلے وہ بھی ثبوت ہی مانگیں گے۔ پہلے ثبوت اکھٹے کرنے پڑیں گے!"وہ کچھ سوچتے ہوئے کہہ رہا تھا۔

"لیکن ثبوت کیسے اکھٹے کریں گے ہم؟"ماہا اب سوچ میں پڑ گئی۔ عصام کی آنکھیں چمکی تھیں۔ اُس نے ریاض کی طرف دیکھا۔ عصام کے چہرے پر آئی مسکراہٹ دیکھ کر ریاض بھی مسکرادیا۔ ماہا نے اُن دونوں کی طرف دیکھا اور مسکرادی۔ آئیڈیا مل چکا تھا۔

****

یہ دو دن بعد کا واقعہ ہے۔ علینا ابھی کلاس میں بیٹھی ہوئی تھی۔ یہ فری لیکچر تھا۔ وہ کتاب پڑھ رہی تھی جب اُس کے موبائل کی سکرین پر ایک نوٹیفکیشن اُبھرا۔ اُس نے موبائل کو

دیکھا تو یہ یونیورسٹی کی طرف سے رزلٹ کا نوٹیفکیشن تھا۔ اب رزلٹس پہلے آن لائن یونیورسٹی کی ویب سائٹ پر ڈالے جاتے تھے پھر بعد میں یونیورسٹی کے نوٹس بورڈز پر۔ ہر سٹوڈنٹ کو ذاتی طور پر اُس کا رزلٹ ویب سائٹ پر مل جاتا تھا۔ علینا نے اپنا رزلٹ نکالا تو وہ ہکابکارہ گئی۔ وہ statistics میں فیل کر دی گئی تھی۔ یہ تیسرا مڈ ٹرم تھا۔ پچھلے دونوں ٹرمز میں اُسکے مارکس اس سبجیکٹ میں آہستہ آہستہ گھٹتے ہی چلے جا رہے تھے اور اب وہ فیل کر دی گئی تھی۔ وجہ وہ جانتی تھی۔ اپنا بیگ اٹھاتے ہوئے وہ کھڑی ہوئی۔ وہ کلاس سے باہر نکل رہی تھی جب اُس کا آئی ڈی کارڈ وہیں گر گیا۔ اُس کا رخ اب پروفیسر خالد حبیب کے آفس کی طرف تھا۔

Clubb of Quality Content!

****

وہ پروفیسر خالد حبیب کے آفس کے باہر کھڑی تھی۔ اُس نے ایک لمبا سانس بھرا اور دروازے پر دستک دی۔ اندر سے جواب آیا تو دروازہ دھکیلتے ہوئے وہ اندر داخل ہوئی۔

سامنے انچاس پچاس سالہ ایک آدمی ڈیسک کے پیچھے پاور سیٹ پر بیٹھا تھا۔ چہرے پر

عجیب سی منحوسیت طاری تھی۔ اُس نے نظر اٹھا کر علینا کی طرف دیکھا۔ علینا کو بے اختیار اُس کی نظروں سے الجھن محسوس ہوئی۔ وہ ڈیسک کے سامنے آ کر کھڑی ہو گئی۔

"آپ سے بات کرنی تھی سر!" لہجہ سخت تھا۔

پروفیسر نے سیٹ کی طرف اشارہ کیا۔ وہ ڈیسک کی دوسری طرف سیٹ پر بیٹھ گئی۔

"Have a seat."

"آپ نے مجھے statistics کے سبجیکٹ میں فیل کیا ہے جبکہ یہ بات آپ جانتے ہیں کہ کسی بھی پروفیسر کے لیے مجھے فیل کرنا ناممکن ہے۔" لہجہ سخت تھا۔

"پوائنٹ پر آؤ علینا ضرار!" چہرے پر مسکراہٹ آئی تھی۔ اسے اُس مسکراہٹ سے گھن آئی تھی۔ اُس نے ٹیبل پر ہاتھ رکھے اور مضبوط لہجے میں کہنا شروع کیا۔

"ٹھیک ہے۔ پوائنٹ پر آتے ہیں۔ آپ کلاس کی لڑکیوں کو ٹارگٹ کر رہے ہیں۔ جو لڑکیاں آپ کی نظر میں پڑھنے والی ہوتی ہیں آپ اُنھیں بلیک میل کر کے ڈراتے ہیں کہ

آپ اُنھیں فیل کر دیں گے اور وہ بلیک میل ہو بھی جاتی ہیں۔ اور پھر آپ کا جو دل چاہتا ہے آپ اُن کے ساتھ کرتے ہیں۔ اس بار آپ نے مجھے چنا ہے!" لہجے میں شدید غصّہ تھا۔

"جلدی سمجھ گئی ہیں آپ۔" چہرے پر ایک شیطانی مسکراہٹ در آئی۔ وہ اپنی سیٹ سے اٹھا اور چلتے ہوئے علینا کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔

"آپ کو مجھ سے ڈرنا چاہیے کیونکہ میں دوسری لڑکیوں کی طرح نہیں ہوں۔ میں آپ کے خلاف یونیورسٹی ایڈمنسٹریشن کے پاس جا سکتی ہوں۔ میں فیل ہونے کے ڈر سے اپنی عزت کا سودا کرنے والوں میں سے نہیں ہوں! یہاں آپ کو صرف وارن کرنے آئی تھی میں۔" لہجہ مضبوط تھا۔

"اچھا اگر میں یہ کروں تو!" اس نے اپنا ہاتھ علینا کی کمر پر رکھا۔ وہ بجلی کی رفتار سے کرسی سے اٹھ کر اس آدمی سے دور ہوئی تھی۔ آنکھوں میں بے حد خوف تھا۔ اس کے ہاتھ کانپنے لگے۔ اسے اپنی ٹانگوں سے جان نکلتی محسوس ہو رہی تھی۔ سانس بند ہو رہا تھا لیکن اسے مضبوط رہنا تھا۔ اگر اس لمحے وہ کمزور پڑ جاتی تو کبھی اپنے حق کے لیے کھڑی نہ ہو پاتی۔

Clubb of Quality Content!

"بولو۔ کیا ثبوت ہے تمہارے پاس کہ میں نے یہ حرکت کی ہے؟ کوئی ثبوت ہے؟" وہ اُس کے قریب آ کر رکا۔ وہ سن ہوئی وہیں کھڑی رہی۔ "چاہوں تو میں ابھی بھی تمہارے ساتھ بہت کچھ کر سکتا ہوں۔ اور پھر بھی کوئی ثبوت نہیں ہو گا تمہارے پاس۔ کچھ تو خیال کرو۔ اسکالر شپ پر داخلہ ہوا ہے تمہارا اس یونیورسٹی میں۔ میں بورڈ آف ڈائریکٹرز میں سے ہوں۔ کبھی بھی تمہاری اسکالر شپ کو کینسل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہوں۔ اس لیے سوچو۔ آفر بری نہیں ہے علینا۔ میرے ساتھ بس تھوڑا سا ٹائم ہی تو اسپینڈ کرنا ہے اور میں تمہیں کلاس کی ٹاپر بنا دوں گا۔" یہ ایک گدھ نما انسان کے الفاظ تھے۔ اُس نے اپنا ہاتھ علینا کے چہرے پر رکھا۔ اسے اُس لمس سے کراہیت محسوس ہوئی تھی۔ وہ ایک دم پیچھے کو ہٹی تھی اور اگلے ہی لمحے کمرے میں ایک زوردار تھپڑ کی آواز گونجی تھی۔ ایک لمحے کے لیے تو پروفیسر کو یقین ہی نہیں آیا تھا کہ اسے تھپڑ پڑا تھا۔ وہ اپنے چہرے پر ہاتھ رکھے حیرانی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"تمہاری اتنی ہمت!" وہ پوری قوت سے چلایا تھا۔ "اب دیکھو میں تمہارے ساتھ کیا کرتا ہوں۔ تمہاری اسکالرشپ تو گئی اب۔ اور وجہ پتا ہے میں کیا لکھوں گا؟ تم میرے آفس میں آئی اور تم نے مجھے seduce کرنے کی کوشش کی۔ اچھی وجہ ہے نا اسکالرشپ کینسل کرنے کی؟" چہرے پر ایک شیطانی مسکراہٹ اُبھری تھی۔

"تمہارا تعلق اُن کتوں میں سے ہے جو صرف بھونکتے ہیں کاٹتے نہیں! جو کرنا ہے کر لو میں بھی دیکھتی ہوں کیا کر سکتے ہو تم!" وہ اُس پر لعنت بھیجتے ہوئے بجلی کی رفتار سے آفس سے باہر نکلی تھی۔ وہ جب آفس سے باہر نکلی تو آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے جنہیں اس نے بے دردی سے اپنے ہاتھ کی پشت سے رگڑ ڈالا۔ وہ سیدھا واشروم چلی گئی تھی۔ وہاں کوئی نہیں تھا۔ اس نے دروازہ لاک کیا اور شیشے کے سامنے آ کھڑی ہوئی۔ اسے سانس لینے میں شدید دشواری ہو رہی تھی۔ وہ مسلسل اپنے سینے کو ہاتھ سے رگڑ رہی تھی۔ ٹانگیں بے جان محسوس ہو رہی تھیں۔ وہ لمس۔۔۔ وہ بار بار اسے یاد آ رہا تھا۔

Clubb of Quality Content

"نہیں علینا نہیں۔ اسے نہیں سوچنا! اسے نہیں سوچنا! سانس۔ سانس لو!" وہ بے ترتیب سانسوں کے درمیان کہہ رہی تھی۔ "پینک آٹیک وقتی ہے۔ یہ ابھی ٹھیک ہو جائے گا۔ یہ ابھی ٹھیک ہو جائے گا۔ پلیز وہ سب مت سوچو! کچھ اچھا سوچو! ابا! ہاں! ابا! ابا کے بارے میں سوچو! سوچو وہ کب خوش ہوتے تھے؟ جب۔۔۔ جب میں مسکراتی تھی وہ خوش ہوتے تھے! مسکراؤ علینا! مسکراؤ! یہ وقتی ہے! یہ ابھی ٹھیک ہو جائے گا۔ یہ ٹھیک ہو جائے گا۔ یہ ٹھیک ہو جائے گا۔" وہ آنسوؤں سے بھرے چہرے کے ساتھ مسکرانے کی کوشش کر رہی تھی۔ کانپتے ہاتھوں سے وہ مسلسل اپنا سینا مسل رہی تھی۔ اسے اپنے سینے میں شدید درد محسوس ہو رہا تھا۔ کچھ دیر مزید اس کی یہی حالت رہی لیکن پھر وہ بہتر ہونے لگی۔ وہ ذرا نارمل ہوئی تو فوراً اپنے گھر کو چل دی۔ اس کی حالت ایسی نہیں تھی کہ وہ اب وہاں مزید رک سکتی۔

واپس پروفیسر کے آفس کے باہر آؤ تو راہداری میں پلر کے پیچھے کھڑا اعصام یہ سارا منظر دیکھ چکا تھا۔ اُس کے ہاتھ میں علینا کا وہ اسٹوڈنٹ آئی ڈی تھا جو کلاس کے باہر اُس سے گر

گیا تھا۔ عصام نے وہ آئی ڈی کارڈ کلاس کے باہر سے اٹھایا تھا۔ اُس نے سوچا کہ وہ کل اسے وہ کارڈ واپس کر دے گا۔ اتفاق سے وہ اس راہداری سے گزر رہا تھا جب اُس نے علینا کو روتے ہوئے پروفیسر کے آفس سے باہر نکلتے دیکھا۔ وہ فوراً پلر کی اوٹ میں چھپ گیا تھا۔ کارڈ کے ارد گرد مُٹھی کی پکڑ اب مضبوط ہو چکی تھی۔ اُس نے وہیں کھڑے ہو کر پروفیسر خالد کے وہاں سے جانے کا انتظار کیا۔ جب وہ چلا گیا تو عصام آفس میں داخل ہوا۔ وہ بک شیلف کے پاس آیا اور کتابیں آگے پیچھے کرنے لگا۔ اسے وہ مل گیا جسے وہ ڈھونڈ رہا تھا۔ ایک spy camera۔ وہ اسپائی کیمرہ یوں رکھا گیا تھا کہ آفس کا پورا منظر اُس کیمرے کے اندر سما سکتا تھا۔ ثبوتوں کو حاصل کرنے کا اُن تینوں کا پلان یہی تھا۔ یہ اسپائی کان تینوں نے پروفیسر کی غیر موجودگی میں آفس میں چھپایا تھا۔ لیکن علینا اس سب کا حصہ بننے والی تھی یہ بات عصام کے وہم و گمان میں بھی نہ تھی۔ اسے ڈر لگ رہا تھا۔ اس سے بہت بڑی غلطی ہو گئی تھی۔ یہ اس نے کیا کر دیا تھا؟ کیمرے کو اپنے موبائل کے ساتھ کونیکٹ کرتے ہوئے اس کے ہاتھ خوف سے کانپ رہے تھے۔ کیمرہ کنیکٹ ہو گیا تھا اور اب

موبائل کی سکرین پر ایک ویڈیو چل رہی تھی۔ وہ سارے مناظر اُس چھوٹے سے کیمرے میں بند ہو چکے تھے۔ عصام نے ثبوت تو حاصل کر لیا تھا لیکن کس قیمت پر؟ اذیت حد سے سوا ہو رہی تھی۔ وہ اپنی آنکھوں سے وہ مناظر دیکھ رہا تھا۔ علینا کے لیے پروفیسر کی آنکھوں میں جھلکنے والی شیطانیت۔ پروفیسر کے لیے علینا کے چہرے پر آنے والا خوف اور کراہیت۔ ویڈیو میں آواز بلکل کلیئر تھی۔ وہ ہر لفظ سن سکتا تھا۔ علینا کے لیے پروفیسر کے منہ سے نکلنے والے الفاظوں کو سن کر اُس کا دل چاہا تھا کہ پروفیسر کو چوراہے پر کھڑا کر کے اسے زندہ ہی آگ لگا دے۔ اس کی آنکھیں اس وقت کسی سلگتی ہوئی آگ کا منظر پیش کر رہی تھیں۔ ایسی سلگتی ہوئی آگ جو دنیا کو جلا کر راکھ کر ڈالنے کی صلاحیت رکھتی تھی۔ آئی ڈی کارڈ پر گرفت مزید مضبوط ہو چکی تھی۔ وہ آئی ڈی کارڈ اب اُس مُٹھی کے تحفظ میں آچکا تھا۔

****

مزید بہترین ناول/افسانے/آرٹیکل/مختصر کہانیاں اور معیاری شاعری پڑھنے کے لئے

نیچے دیئے گئے لنک پر کلک کریں۔

شکریہ!

ناولز کلب
Clubb of Quality Content!

www.novelsclubb.com

ہماری ایپ ڈاؤنلوڈ کریں اور رسائی حاصل کریں بے شمار مزے دار ناولوں تک

Download our app

اگر آپ میں لکھنے کی صلاحیت ہے اور آپ اپنا لکھا ہوا دنیا تک پہنچانا چاہتے ہیں، مگر آپ کے پاس کوئی ذریعہ نہیں ہے۔۔تو ہم سے رابطہ کریں۔

ہماری ٹیم آپ کو قدم قدم پر رہنمائی فراہم کرے گی اور آپ کی لکھی ہوئی تحریر دنیا تک لائے گی۔

آپ اپنا لکھا ہوا ناول، افسانہ، شاعری، ناولٹ، کالم یا آرٹیکل پوسٹ کروانا چاہتے ہیں تو اپنا مسودہ ہمیں ورڈ فائل یا ٹیکسٹ فارم میں میل کریں

novelsclubb@gmail.com

آپ ہمارے فیس بک، انسٹا پیج اور واٹس ایپ کے ذریعے بھی ہم سے رابطہ کر سکتے ہیں۔

FB PAGE:

NOVELSCLUBB

INSTA:

NOVELSCLUBB

WHATSAPP:

03257121842